

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224434

UNIVERSAL
LIBRARY

DAMAGE BOOK

224434

رفیق مادران

جس کو

دہر چند و پنڈت گھڑیاں بلوی سابق طالب علمان سینٹ شیڈنٹر مشن کالج

نے

ڈو کٹر ایف۔ جی سڈنٹر کی نذر زکینین و
ڈو کٹر اینڈر و کوئٹ کی شیمینٹ اوف الفیسی

سے

بہ لطفہ افادہ مستورات و اطفال ملک

ترجمہ و تالیف کیا

طبع محب بہند فیض بازار باہتمام منشی حکمتا تمہ

جولائی ۱۹۸۰ء

تمام حقوق محفوظ ہیں

لیج اول ۵۰۰ { قیمت } سریرام پوری کانغیر | ولایتی کانغیر
چار آنے بلا محصول اک | چھ آنے بلا محصول

فہرست مضامین برقیں مادران

۲۹

باب	مضمون	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱	پیدائش	۱-۵	۲	جہو بخ	۴-۲۳
۲	دودھ پلانا اور بالنا	۲-۶	۳	سولی چہارا	۸-۲۴
۳	صحت اور زندگی بڑا ہوا	۳-۸	۴	دانت لکھنے کے بارہ میں	۹-۲۵
۴	کارٹر	۴-۸	۵	مڑو سچا لکھ	۱۰-۲۶
۵	نہلنے اور گرم بانی سے	۵-۱۱	۶	دستون کا بیان	۱۱-۲۷
۶	نہلنے کا بیان	۶-۱۱	۷	قبض	۱۲-۲۸
۷	پوشاک	۷-۱۲	۸	جڑنے کا بیان	۱۳-۲۹
۸	خوراک	۸-۱۲	۹	بچپن میں ورزش	۱۴-۳۰
۹	عام بیماریاں	۹-۱۸	۱۰	بچوں کی صحت کے متعلق بعض	۱۵-۳۲
۱۰	دبڑ کی بیماری	۱۰-۱۹	۱۱	عام باتیں -	۱۶-۳۳
۱۱	کھنڈون کا بیان	۱۱-۲۰	۱۲	کہانے پینے کے بیان میں	۱۷-۳۴
۱۲	اعضا کی نگہ داری	۱۲-۳۰	۱۳	دربارہ اخلاقی تعلیم اطفال	۱۸-۳۵
۱۳	بچوں کے انتہائی وغیرہ کا	۱۳-۲۰	۱۴	عملی باتیں جو اخلاقی تربیت کے	۱۹-۳۵
۱۴	نقص	۱۴-۲۱	۱۵	واسطے ضروری ہیں	۲۰-۳۵
۱۵	ہیجکاپس یا کچنبی	۱۵-۲۱	۱۶	بچوں کی طریق پرورش کی مروجہ	۳۵-۳۶
۱۶	انگھہ کا درد	۱۶-۲۲	۱۷	خرابیاں -	۳۶-۳۷

دیباچہ

ناظرین - ہر کیلینسی لارڈ ڈفرن سابق گورنر جنرل و وائس راجہ ہند کے عہد میں ہر کیلینسی لیڈی ڈفرن نے لیڈی ڈفرن فنڈ کی تحریک جو وقت سہی کی اور اسکی بنیاد قائم ہوئی مچھو ہندوستان کی مستورات کی عام حالت کی درستی اور اصلاح کا بہت خیال ہوا اور میں اسوقت سے برابر اس کی کارروائی کو بغور دیکھتا رہا اور اسی وقت سے مدام دلسین بہہ خواہش رہی کہ میں ہی اپنی بساط اور بیچ قابلیت کے موافق کسی طرح اس فنڈ کی امداد اور معاونت کر کے وہ فرض خود شگداری کا لاؤ جو ہر تعلیم یافتہ باشندہ ہند کا ہے وقتاً فوقتاً میری اس خواہش کو مختلف اوقات و امور کے باعث تحریک ہوتی رہی میں بالخصوص جناب میرے چارلس ایلینٹ صاحب منسٹر پبلک کرسٹیا ٹرسٹ کی اس تقریر نے جو انہوں نے عرصہ چند ماہ گذرا کلکتہ کے مدرسہ اسلامیہ میں جلسہ تقسیم انعام کے موقع پر فرمائی تھی مجھ کو اس کام پر آمادہ کیا جو اب پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس تقریر میں میرے چارلس صاحب ہند کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو صرف سرکاری ملازمت پر بہرہ ور نہ کرنے اور علمی تحقیق و تفتیش اور تصنیف و تالیف کی ہدایت کرنی چاہی اس ہدایت نے میرے دل میں جگہ بکھری اور میں نے اپنے ہم مدرسہ رفیق پنڈت پرچہ دیال صاحب سے معاملہ کو طرہ پر کیا جو کہ انہیں ابامین ہندوستان کے اطفال اور نوجوانوں کی اخلاقی تعلیم کی طرف احکام کی سند دل تھی اور شہر بہت زور دیا جا رہا تھا اور ڈاکٹر اینڈر وڈ کو سب کی کتاب بارہ انتظام تربیت اطفال اور مندرجہ ذیلین میرے زیر نظر تھیں بشورہ پنڈت صاحب ان دونوں کتب کے ترجمہ اردو کی تجویز دی اگرچہ اس امر کا بہت خیال آیا کہ علمی تالیف اور تصنیف کے میدان میں جو گائے بازی کر نیے تھے کسی بہت بڑے لائق شہسوار موجود ہیں اور میں اس مضمون کے اس حصہ پر جسکو امراض اور علاج سے تعلق ہے بہت کم واقفیت ہے اور یہی اندیشہ ہوا کہ اہل ملک اس کام کو نظر نہ دینی اور عیب جوئی سے دیکھیں گے تو اس میں سہو و خطا بھی پائی گئی لیکن بصداف اس کے کہ -

عجب جو بیان سخن دہنڈتے ہیں عجب امیر جو نہرند ہیں وہ داد نہر دیتے ہیں -

اہل ملک کی خیم پوشی اور قدر دانی کے بہرہ سے بہرہ کام انکی خدمت میں پیش کیا جانا ہے اردو زبان کی
 طبی نفاذ کے ذخیرہ کی کمی اور انگریزی اصطلاحات اور ادویہ کے معنی الفاظ کی عدم موجودگی نے دوسرے
 باب کی عبارت کو حسب خواہ عمدہ اور عام فہم ہونے کی اجازت نہ دی اگر اہل ملک نے اس کتاب کی قدر و
 کی اور یہ ان کے کچھ بھی ثابت ہوئی تو نیزہ موقع و فرصت اس مضمون کے مختلف حصوں پر وقتاً فوقتاً دیگر
 انگریزی کتب سے اردو و ناگری بہا شائیں ترجمہ کر کر مختصر رسالے طبع کرینا ارادہ ہے تاکہ مستورات ملک کو
 اپنی حفاظت جان اور تندرستی اور اپنی اولاد و اطفال کی صحت جسمانی و اخلاقی تعلیم پر کچھ مدد ملے۔

اس امر کا تحریر کرنا بھی موقع نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے ہدایت نامہ یا بیان ہند کا
 (جسکو قریب عرصہ دو تین سال گذرا بالوالہ انباش خیر رسواں نے بنگالی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے) دوسرا
 حصہ یا ایک جزو ہے انہیں ایام حمل اور پیدائش کے وقت کا ذکر نہایت تفصیل و توفیر بہ مندرجہ سیکس
 پیدائش کے بعد اطفال کے عوارض جسمانی اور معالجہ کی نسبت کافی تفصیل سے نہیں لکھا گیا اور اخلاقی تعلیم کی بنا
 پر کچھ ہی ذکر نہیں ہے چونکہ انسانی نرمی اور تہذیب کیلئے صرف جسمانی صحت بلا اخلاقی صحت کچھ بیکار
 ایام طفولیت بلکہ وقت ولادت سے ہی ہونا چاہیئے بالکل ناکافی ہے اسلئے تیسرے باب میں اس کی کوئی مختصر اور
 کیا گیا ہے۔ ہرکس کا بہت افسوس ہے کہ مختلف سببوں سے اس کتاب کی تصانیف وغیرہ جاری خواہیں اور اردو میں
 عمدہ ہو سکی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس اعلیٰ کی اہل ملک نے قدر دانی کی تو عنقریب سکا دوسرا ایڈیشن بہت
 انبساطی و توسیع مضمون اور صحت اور عمدگی سے طبع کیا جائیگا اور ان مستورات کے فائدہ کیلئے جو اردو میں
 اسکا مطالعہ نہیں کر سکتیں اسکا ناگری ایڈیشن ہی شائع کیا جائیگا۔

اس امر کا کہ اس کتاب سے ذاتی فائدہ کہاں تک مد نظر کیا گیا ہے ناظرین اسکی قیمت پر خیال فرمائیں
 ہم آخر میں اس معاونت اور مدد کی شکر یہ کا اظہار فرماتے ہیں جو لارڈ ہکنکرا میں صاحب سابق
 طالب علم مرن کالج اور پرنسٹن انجینئر (پنجاب) نے اس کتاب کی تیسری بین میں دی ہے تیسرے باب کا
 زیادہ تر مضمون کی کوشش اور قابلیت کا نتیجہ ہے۔

امیر حسید۔ دہلی ۲۰ جولائی ۱۹۲۷ء

باب اول فصل اول

سجہ کی پیدائش کے بارہ مین

علم طب کے کسی حصہ پر ڈاکٹر دن نے اتنی عرق ریزی نہیں کی اور اُس عرق ریزی اور جان نثاری سے اتنی کامیابی حاصل نہیں کی جیسی کہ علم دہی شری میں اُن کی کوشش تھی اور کامیابی ہی اُمی ہے۔ پہلے پہل جاہل لوگ اپنے وہم و حماقت کے سبب بہت سی تباہی و عمل میں لاتے رہے کہ انکی اولاد خوب تنومند و توانا ہو اور ہر طرح کی بیماری سے محفوظ رہے۔ لیکن آخر کو یہی پایا گیا کہ قدرت کے کاموں میں دخل دینا بیفائدہ ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے تجربہ کار حکیم اس پر یقین کہ سچ کی پیدائش میں کسی جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ اُس میں خواہ مخواہ دخل دینا چاہئے۔ جب ہم کو اس بات کا خیال آتا ہے کہ ہزاروں جانیں ایسی کوششوں کے سبب ہی تلف ہو گئیں جنہیں لوگوں نے قانون قدرت سے گریز کر کے اپنی دامانی کو کام نہیا اور اُنکے دنوں میں ہی سماں ریزی کہ سچ پیدا ہو سکے وقت خود زچہ بہت کوشش نہیں کر سکتی اور نہ اور لوگ اُسکی مدد کر سکتے ہیں۔

اُجکل ہماری ہر مٹی خوش اتفاقی ہے کہ اُس دائمی گری کے پیشہ اور طریقہ کا پتہ ہی نہیں جو پہلے مائے میں عمل میں آتا تھا۔ بلکہ بالکل نئے طریقوں پر عمل ہوتا ہے اور اب ایک عرصہ سے بڑے بڑے عالم طبیبوں کی یہی کوشش رہی ہے کہ اُن کو وہ اور یہ وہ طریقہ نکال دے۔ کہ میں جب کو لوگ غلطی سے بہرہ خیال کرتے تھے کہ گویا اُن سے عورت کو جفتہ کی وقت مدد ملتی ہے۔ (جیسے خوشبو وں اور بھوک شیا وغیرہ پلانا سونگھانا) اور ایسے ایسے طریقے استعمال کرنا جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خباہی گویا ایک فن ہے جسکا سیکھنا اور سکھانا لازم ہے اور کوئی معمولی یا سہل بات نہیں۔

جوُن جوُن جتنے کے دن نزدیک آتے جاتے ہیں عورتیں عموماً فکر کے مارے سوکھ کر کاٹا ہوا تابی

ہین اور یہ دونوں پہلے سے تیار بیان کرنے لگتی ہیں گویا کوئی بری ہم دہش ہے۔ انکا اس قدر خوف اور آنکلی ایسی تیار بیان محض فضول میں کیونکہ اگر پہلے ہی سے انکی صحت میں کچھ خوراک نہ آتا تو انکو خاطر جمع کہنی چاہئے کہ قدرت ہی انکی بہت کچھ دے دیتی ہے جو تو کو بچنے کے وزن میں صرف قدرت پر بہرہ دہہ رکھنا لازم نہ کہ کھانا کھانے کی طرح بعض اوقات کام دیر سے ہوتا ہے لیکن ہر طرح سے غوی خطر سے محفوظ رہیگی۔ اگر قدرت کے طریقوں میں دخل دیا جائے تو بیشک اسکا انجام تکلیف اور خطرہ ہوگا۔

حاملہ کی اس قسم کی کوششوں سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اسکی طاقت بالکل زایل ہو جائے اور پھر اس تکلیف کو جو بچہ بننے کے وقت ہونی ہے بالکل نہ جھیل سکے اسکے خلاف اگر رحم کاٹو نہا نہی ۱۴ تیار ہو تو اس کے چوڑانے سے جہلی نہیٹ جائیگا اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسا کرنے سے اکثر عورتیں یا تو بخار میں مبتلا ہو جاتی ہیں یا باقی زندگی کی واسطے تکلیف میں مبتلا رہتی ہیں۔ یہ تو اکثر عورتوں کی کیفیت ہوتی ہے لیکن انہی پر کیا منحصر ہے۔ اکثر اوقات ڈاکٹر لوگ ہم اپنی مشہور اور نام کی خاطر بہت سے خون کرتے ہیں کیونکہ یہاں انکو خبر لگی کہ فلان صاحب کے بچہ ہو گیا ہے اور وہ بلائے گئے ہیں خود اپنے آلات اور آمد آمدیں ہال چھٹ پٹ گھر پہنچ جاتے ہیں اور چیر بھاڑ کو بالکل متعجب ہو جاتے ہیں تاکہ وہاں سے فارغ ہو کر دوسری جگہ پہنچیں اور بھاری حاملہ ہی یہی چاہتی ہے کہ جتنی جلدی پاپا سے بہتر پس ڈاکٹر صاحب ہی چھٹ پٹ بچہ مول لکال لانے کی کوشش کرتے ہیں خواہ زچہ اور بچہ دونوں کی جان کو خطرہ ہو۔ انکے کچھ پردہ نہیں کیونکہ جتنی جلدی اپنے کام کو انجام دینا چاہتے ہیں انکی شہرت زیادہ ہوتی ہے مورا و بھال لوگ ہی دوڑ دوڑ کر انکے پاس آتے ہیں۔

بعض متوجہوں پر تو بیشک ڈاکٹر دونوں کے اوزاروں کا استعمال ضروری ہوتا ہے لیکن جہانک ہو سکے بہت کم اور بری احتیاط سے انکو استعمال میں لانا چاہئے۔

جب بچہ پیدا ہو گیا ہو تو جہانک میں سوئے ایک دائمی اور بری ہوشیار رہنے کے اور کوئی نہیں ہونا

جائے یہ جو عورتیں اسپین کہہ لیا کرتی ہیں کہ جب تمہارے درد آئے تو ہم سیر کرنا یہم
بالکل مفید ہے کیونکہ اسوقت انکے وہاں سونے سے زچہ کی تکلیف بڑھتی ہی ہے کچھ گھنٹی نہیں سچ کے
پیدا ہو جائیکے بعد ماکو تازہ ہو اور آرام کا بلنا ضروری ہے تاکہ بخار وغیرہ سے بچے رہے۔
پس ایسے وقت اور عورت کو اسکے پاس ہرگز نہ آنے دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اسکے آرام
میں خلل پڑتا ہے اور اگر مبارکبادی وغیرہ کا خیال ہو تو صرف خاوند کی مبارکباد ہی کا کافی ہے
لیکن اسکو ہی چند لمحہ سے زیادہ دہان نہیں دینا چاہئے۔ اور اسی خیال سے کہ اسکے
آرام میں خلل نہ پڑے بچ کو پاس کے کسی اور مکان میں بٹلانا دینا چاہئے۔ کیونکہ جب وہ
بہت چھتا ہے تو زچہ کے آرام میں خلل ہوتا ہے۔

اگر جب خاموشی، آرام، نازی ہو۔ زچہ خانہ کی صفائی، زچہ کو معتدل خوراک کا بلنا وغیرہ
سُخار وغیرہ بچانے اور جلد نہا دھو کر اٹھنے کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن ان سب باتوں سے کچھ
فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر زچہ اپنے بچ کو دودھ نہ پلائے دودھ جو چھاتیوں سے نکلے کو پوٹا ہے۔
روکا جائے تو اس سے چھاتیوں پر زحرف جلن ہی پیدا ہو جاتی ہے اور پھول جاتی ہیں بلکہ
تمام جسم میں سخت سُخار پیدا ہو جاتا ہے۔ دودھ کو چھاتیوں کے راستہ سے روک کر اور حقیر
پیسل ناگو یا قدرت سے لڑائی باندھنی ہے۔ اس سے زچہ اور بچہ دونوں کی جان کو اتنا ہی خطرہ
جتنا حل گر انکی کوشش میں ہوتا ہے دودھ کو جو اصل میں خون ہوتا ہے بغیر نقصان صحت
روک نہیں سکتے۔ اگر اسے روک لین تو وہ کسی اور جگہ میں جا کر جمانا ہے۔ اور اس سے جان
پیدا ہوتی ہے۔ اگر اسکو درست آور اور سینہ لانیوالی دائیں دیکر اور طرف سے لگانا چاہیں
تو دواؤں کے اثر سے مضبوط سے مضبوط عورت کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت سی عورتیں اپنے بچ کو بالکل دودھ نہیں پلا تیں یہ سچی بالکل سچ
رہتی ہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر زچہ کی بیماری وغیرہ کے سوائے کسی اور صورت
میں بچ کو دودھ نہ پلا یا جائے تو ضرور بچہ اور مائیں دونوں کو نقصان ہوتا ہے۔ وہی

۴
 یونان جو عالمہ سورتوں کے حمل کرنے میں مدد کرنے کی استعداد ہوتی ہیں اسوقت یہی زچاؤن کو یہہ
 صلاح دیتی ہیں کہ وہ خود دودھ نہ پلائیں ان سے پلو الین۔ زچاؤن کو انکی باتوں میں ہرگز نہ آنا
 چاہئے کیونکہ اگرچہ انکو اسوقت ہی اسکی تکلیف اور نقصان معلوم ہو لیکن میں ضرور معلوم ہرگی
 اسطرح ایک بچہ سے جو سیرجی کیجاتی ہے اس کے سبب نہ صرف وہ بچہ تکلیف پاتا ہے بلکہ وہ خود آئندہ
 کیلئے اذلا سے محروم ہو جاتی ہیں۔

یہ بات شکر دل تہرانا ہے کہ بچہ سیرجی عورت کی ذات ہی اپنے بچوں کے گلوں پر اسطرح چڑھی ہے
 لیکن ایسا شاید لوگوں میں ہی ہوا کرتا ہے اور وہ بھی شاذ و نادر۔ ورنہ جیون تک میں
 یہہ دستور نہیں۔ جیون کی عورتیں بچہ پیچھے جھتی ہیں دودھ پلانیکا خیال پہلے سے ہو جاتا
 چنانچہ نئے دنیا یعنی امریکہ کی وحشی عورتوں کا ذکر ہے کہ وہ بچہ کے ہر جانکے، یہی انکے مونہ
 میں جھاتی دیتی رہتی ہیں۔ جب بچہ کو دفن کرتے ہیں چند ہفتہ تک ہر روز ایک دفعہ انکے منہ
 جا کر کہنی پہ کر چند قطرے دودھ کے مردہ بچہ پر بھرتی آتی ہیں اسطرح آسٹریلیا کے قریب ایک
 مقام یعنی ~~مستقلہ~~ کی تصویر میں ایک بیمار بچہ کی ماں اپنی ایک لڑکی کو جیر کر رہی چاہتی ہے
 کہ اپنا خون بیمار بچہ کے بدن میں اسکی ناف کی راہ سے پونچا دے تاکہ وہ تندرست ہو جائے۔
 یہہ خیال اسکو شاید اس سبب ہوا کہ جب بچہ پیدائش ہوتا ہے تو اسکی خوراک مال کی راہ سے
 پہنچتی ہے۔ اسطرح سے اسنے اپنا خون اسی راہ سے پونچانا چاہا تاکہ بچہ
 اپنی جان سے عزیز جانتی ہو بڑھ جائے۔ پس ایسی ہی ایسی مثالوں کو دیکھ کر اور نکرند قوم کی
 عورتوں کو اپنے بچوں پر ستم کرنا چاہئے۔

خود غرض عورتوں کی ہر محض غلطی ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچہ کے لئے دیکھ کھتی ہیں اور آپ بالکل
 بیفکر ہو جاتی ہیں اس سے انکے بچے اکثر طرح طحلی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں ان سے انکو
 برا رہہ ہوتا ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے یہ سوچنا چاہئے کہ خوشی اور فراخ البالی تندرستی
 پر منحصر ہے جو عورتیں اپنے بچوں کو آوروں سے دودھ پلاتی ہیں وہ خود ہی تندرست رہیں

رہ سکتیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ بچہ کو دودھ نہ پلانے سے عورت بیمار ہو جاتی ہے اور اُس کے
 بانجھ ہو جانیکا بھی احتمال ہے۔ اس کے سوا یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رحم پر اسکا برا اثر ہوتا ہے
 اور جب دودھ رک جاتا ہے تو اُس جگہ جاکر جم جاتا ہے اور وہاں بہت گہرے اور لاعلاج
 گہاؤ ہو جاتے ہیں۔

ایسی ماؤں کو جو یہ چاہتی ہیں کہ اپنے بچہ کو دودھ جو قدرت نے بچہ کیواسطے انکو عطا کیا ہے
 پلا کر پالیں۔ یقین جانتا چاہئے کہ اگر بچہ وغیرہ سے بھی رہیں گی تو بہت جلد نہاد ہو کر اس پر
 اور بہت تک متذرت رہیں گی۔ علاوہ اسکے تمام دباؤین بالاتفاق کہتی ہیں کہ دودھ پلاتے
 وقت عورت کو بڑی خوشی ہوتی ہے اور یہ خوشی بچہ کو حاصل ہو سکتی ہے جو بچہ کو دودھ پلاتی ہیں
 جو عورت یہ ذیض (دودھ پلانا) ادا کر سکتی ہو یا ادا کرنا نہ چاہتی ہو وہ بچہ کی ماننے کی مستحق
 نہیں۔ یہی نقص یاد بن کی کمزوری جسکے سبب عورت اپنے بچہ کو دودھ نہیں پلا سکتی اُس کے
 ہمیشہ کیواسطے کواری رہنے کی ہی کافی دلیل ہو سکتی ہے لیکن اگر بعد شادی ہونیکے کسی بچہ
 سبب وہ اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکے تو اور سے چوانمین کچھ مرج نہیں۔

انقصہ ایام حمل میں ماورباب دونوں کا اثر مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہر طرح متذرت رہیں اور
 اس مقصد کے حاصل کر سکیواسطے ماکولازم ہے کہ وہ اپنا معمولی کام بند کئے جائے گریہ کام
 قوانین صحت کے خلاف نہور و زمرہ کی معمولی ورزشیں پسینا ہونا خوب صفائی رکھنی
 اعتدال سے کھانا۔ صاف ہوا میں رہنا۔ جلد می سونا۔ سیر سے اٹھنا۔ موسم کے موافق کپڑے
 پہننا اور بدن سے اسطرح کام لینا کہ پسینہ لگتا رہے یہ سب ایسی باتیں ہیں جنکی ان قوانین
 اور یہی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ ایسے دن ہوتے ہیں کہ مائی جان کے سوا ایک اور حصہ
 اور نہی جان کی صحت کا بھی دار و مدار انہی باتوں پر ہوتا ہے لیکن اگر ان میں سے ہی کوئی کام
 حد سے زیادہ کیا جائے تو دونوں کی جان کا ڈر ہے۔ اور ایسے کہانے سے جو بدن میں حرارت
 و رولہ پیدا کرے۔ اونچے نیچے رستوں میں چلنے اور اپنے دماغ سے بہت کام لینے سے سبب

حمل کر جاتا ہے۔

عمر کا اور کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جب کہانے پینے میں احتیاط اور سادگی کی اتنی ضرورت ہو جتنی عورت حمل کے دنوں میں پرہیز کر نیکی ہوتی ہے۔ ان دنوں میں اکثر عورتوں پر ذرا بے احتیاطی اور بد پرہیزی کا بہت اثر ہوتا ہے اور وہ بجا ہو جاتی ہیں لیکن کمزور عورتوں کے سعدہ میں ایک خاص طرح کا دولا اور فساد پیدا ہوتا ہے جس سے غیر معمولی اور طرح طرح کی کہانے پینے کی عجب خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔

ان خواہشوں کو روکنے کیلئے لاکھن مارنا اور سوچ بچار کو ہر کام کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے سبب بہت سی بے تمیز عورتیں کہانے پینے میں بے اعتدالی کر بیٹھتی ہیں۔

فصل دوم

بچوں کے دودھ پلانے اور پالنے کے بیان میں

ڈاکٹر روسو صاحب فرماتے ہیں کہ ہر چیز جب بے ہر میٹور کے ہاتھوں سے نکلتی ہے کامل ہوتی ہے لیکن جب انسان کے ہاتھوں میں آتی ہے تو بگڑ جاتی ہے خصوصاً انسان کی حالت میں یہ بات درست ہے۔ اگر مانے ایام حمل میں کسی حادثہ یا اپنی بد احتیاطی کے سبب کسی قسم کا نقصان نہ اٹھایا ہو اور بچہ کی پیدائش کا دن گزر جائے بعد نہ مانے اور نہ دہانے نے قدرت کی کوششوں میں خلل ڈالا ہو اور نہ انگورو کا ہو تو یہ یقینی امر ہے کہ مضبوط والدین کی اولاد کی ساخت پیدائش کی وقت اچھی ہوگی اور تندرست و ہر طاقت ہی ہوگی۔ اسکے خلاف مثالیں ایسی ہی کہیں اور غیر معمولی ہوتی ہیں کہ اُن سے اس امر کے امکانیں کچھ شک باقی رہ جاتا ہے تاہم تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بچے پیدا ہوتے ہیں انہیں سے کم سے کم آدھے بارہ برس کی عمر سے پہلے ہی مرجاتے ہیں اور جو اس عمر تک پہنچ جاتے ہیں وہ اکثر رافع ہونے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں بے تیر دن کی نشوونما رکھ جاتی ہے یا صوفی بن گڑ جاتی ہیں یا اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ زندگی کی اصلی خوشیوں سے حظ نہیں اٹھا سکتے جو میں قیمتی چیز (بچہ) قدرت کے ہاتھوں میں سے لیا جاتا ہے کس قدر برا خیال اور

لکھنیں اس پر حملہ کرتی ہیں لیکن چونکہ ان مصیبتوں میں سے بہت سی بد انتظامی یا غفلت کا
نتیجہ ہوتی ہیں اس لئے اس کتاب میں یہ بیان کرنا کہ کون کونسی چیزیں کونسا کونسا
سے کس طرح روک سکتے ہیں۔

فصل سوم

بچوں کی صحت اور زندگی پر ناز ہی ہوا کے اثر کے بیان میں
بچے پیدا ہوتے ہی کچھ کی پہلی ضرورت اُسکے چلانے سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ وہ کسی تکلیف پہنچنے
چلا تا بلکہ اور ہوا کے آئینے لئے پیسٹیریزڈ خون کے پہلے انکی گویا کوشش کرتا ہے اور اس طرح خون کے
دورہ کے لئے ایک صاف راستہ کھلنے کا سبب ہوتا ہے۔ ہوا جاندار مخلوق کے وجود کے بہت ضروری
ہے جب بچہ رحم مادر میں ہوتا ہے تو اُسکے پیسٹیریزڈ پیچ اور سکوی ہوئی حالت میں ہوتے ہیں اور
اُسکے تمام ضروریات مال کے راستہ سے دیا ہوتے ہیں لیکن اکی پیدا ہونے کے بعد بڑی بڑی تبدیلی
واقع ہوتی ہے۔

اس مال کی حرکت پہلے پہل سب سے زیادہ دُر کی حصہ میں بند ہوتی ہے اور اُسکے بعد
رفتہ رفتہ بچہ کے زیادہ پاس کے حصوں میں بند ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام مال دھپلا
ہو جاتا ہے اور تمام گردش خون بچہ کے بدن میں محدود ہوتی ہے یہ وہی وقت ہوتا
ہے جبکہ تندرست بچہ کے چلانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس چلانے سے اُسکے پیسٹیریزڈ
میں ہوا داخل ہوتی ہے۔ اُن کی نلیاں اور خانے چوڑے ہو جاتے ہیں چھاتی ابھرتی
ہے۔ سینہ کی غلا بڑھتی ہے اور خون نہایت آسانی سے دوڑتا ہے۔ لیکن جب ہوا باہر
لکھتی ہے تو پیسٹیریزڈ بھر سکر جاتے ہیں اور خون کی گردش بھر تھوڑی دیر کے لئے بند
ہو جاتی ہے۔ یہ مفید کام اُس وقت پھر شروع ہوتا ہے جب تازہ ہوا۔ دل اور شاہرگر
کی حرکت سے ملکر اندر آتی ہے۔ اور اُسکے بعد زندگی بھر کسی یہ سلسلہ بند نہیں ہونا
نہایت بُرے اور جان بخش کاموں میں سے اس ایک کام کے بیان میں علم

جراحات کی باریکیوں بکلیاں نہیں کیا گیا۔ اُن سے یہ مضمون زیادہ صحیح اور ٹھیک تو ہو
 جاتا مگر اس کتاب کی پڑھنے والی عورتوں میں سے کم ہی اُسکو سمجھ سکتیں۔ اسلئے یہ بہتر معلوم
 ہوا کہ جعفر عام فہم زبان میں ممکن ہو چکے ہیں اور انکی وقت اُسکے بدلنے کا سبب بتلادیا
 جائے۔ اور اُمید ہے کہ اس سے وہ اُس صفائی کی طرف متوجہ ہونگے جسکی قدر شہر اس قدر
 ضرورت ہے۔ اس ہوا کا اچھا یا بُرا ہونا جس میں ہم سانس لیتے ہیں ہمارے کھانے پینے سے
 زیادہ نتیجہ آور ہوتا ہے۔ یوں تو زندگی کے ہر حصہ میں یہہ امر ٹھیک لیکن ہمیں میں نہایت زیادہ
 کیونکہ اُس وقت نہایت نازک اور کمزور حالت ہوتی ہے۔ اچھی ہوا اچھ کو طاقت بخشی ہے اور
 خراب ہوا اُسکے نازک جسم کو کمزور کرتی ہے۔ تازہ ہوا صحت اور طاقت کا باعث ہوتی
 ہے۔ کثیف ہوا کمزوری اور بیماری پیدا کرتی ہے۔ اسلئے ہر عالم عورت کے پہلے احتیاط یہ
 ہونی چاہئے کہ زچگی کی وقت تو ضرور ہی صحت بخش جگہ کا انتظام کرے۔ کمرے اُونچے اور
 فروخ ہون۔ خشک اور سہیل سے محفوظ ہوں۔ اگر صبح کے وقت سورج کی روشنی اُٹھیں
 آتی ہو تو اور بہتر۔ ستانی مکانات میں دوسری اور تیسری منزل پر چوبارے زچگی کے لئے رہے
 عمداً ہوتے ہیں۔ کمرے کو سطح رکھنا چاہئے کہ اُٹھیں ہوا اچھو طرح آتی رہے اور سطح کا گورا
 کرکٹ نہ ہو۔ اس سے بچہ کھلی ہوا میں جانے کے لائق بہت جلد ہو جائیگا اور اگر یہہ احتیاط لیجا
 تو بچہ کا کھلی ہوا میں لیجانا نہ صرف بالکل بخیر ہے۔ بلکہ نہایت مفید ہوگا۔ صرف یہہ احتیاط ہمیشہ
 کر لینی چاہئے کہ اس امر کی جلد ہی ہونے کے لئے موسم کلیسا ہے، عموماً ایک مہینہ گہرے بائیر لگانا
 چاہئے اسکے بعد دائمی خانہ سے ہرے میدانوں میں اور اوجی اور بچی بگھون میں پیرانا جاہز
 کیونکہ وہاں ہوا بالکل صاف اور کثرت سے ہوتی ہے۔ ہر دم ایسی ہوا میں پہرنے سے طاقت
 اور چال کی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس عمدہ ہوا کے اثر سے بچہ ایسا مضبوط اور صحت ور ہوگا
 کہ اور سطح نہیں ہو سکتا۔

ہر کا فرض ہے کہ وہ ہر روز اپنے بچوں کو ہوا خوری کے لئے بیجے۔ اور ہمیں بہت دیر تک

گہلی ہوا میں رکھنا چاہئے۔ اگر انکی ماخوذ انکے ساتھ جائے تو اور بھی بہتر ہوگی کہ لوکر اکثر ایسی باتوں میں غفلت کر بیٹھتے ہیں۔ اور بچہ کو ادھر ادھر لیجانے اور پرانے کے بجائے سلی زمین پر بیٹھ بیٹھ جانے دیتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لکڑی ہوا کی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی بچہ کو۔ اور اس سے زیادہ اچھا کام اسکے لئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی باتوں کی طرف متوجہ ہو۔ والدین کو یہ بات بتلانی بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اپنے بچوں کو جب وہ چھوٹے ہوں تو بالخصوص اور عموماً کو کسی عمر کے ہوں ایسے مدرسوں میں نہ بھیجا جائے جہاں بہت لڑکے پڑتے ہوں کیونکہ ایسی جگہوں کی ہوا اکثر خراب ہوتی ہے۔ ایک ہی کمرہ میں بہت شخصوں کے سانس لینے سے گو وہ سب بالکل تندرست ہوں ہوا ضرور گر جاتی ہے اور اسکی صحت بخش خاصیت جاتی رہتی ہے اور اس میں سانس لینا برا مضر ہے۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی بچہ چار سو یا تو بہت اعلیٰ ہو جائے کہ اور بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جائیں۔

جو میں بچے اور ادھر دوڑنے لگتے ہیں انکو شرارت سے روکنا نہایت ضروری ہے لیکن اس شرارت کے سبب کسی لکڑی نہیں دوڑنے ہانگے اور خوب چلنے پھرنے سے نہ روکنا چاہئے کیونکہ اس سے ان کے بدن کی نشو و نما اور صحت کے قیام میں برہمی مدد ملتی ہے۔

اپنے آرام اور بچوں کے دنگے سے بچنے کی خاطر انہیں مدرسہ میں نہیں لانا چاہئے بلکہ خوب چلنے پھرنے اور اچھلنے کودنے دینا چاہئے۔ جو کچھ بیان ہوا اس سے امید ہے کہ عمومی سمجھ کے آدمیوں کو بھی یقین ہو جائیگا کہ اس سے زیادہ مشہور بچوں کے حق میں اور کیا ہو سکتا ہے کہ انکو ۴-۵ گھنٹے ہی جگہ بٹھلایا جائے جہاں سے بیماری پیدا ہوتی ہو بجائے اسکے کہ اتنی ہی دیر انکو خوب کھیلنے دینا پس بچپن میں انکو کتابیں پڑھانے کی بجائے اگر کھیل ہی کھیل میں انکی تعلیم ہو تو بہتر ہے۔ بچوں کے لئے فراخ کھیل کی جگہ ہونی ضروری ہے اور اگر جو یہ بھی احتیاط رکھنی چاہئے کہ وہ بہت دھوپ میں نہ پھریں مگر انہیں تازگی بخش ہوا میں پھرنے سے کبھی نہیں روکنا چاہئے۔

فصل چہارم

ہنڈے اور گرم پانی سے نہلانے کا بارہ مین

جب معصوم بچہ کی ابتدائی حاجتوں پر غور کی جائے تو تازہ میوے اور دھڑلے دم درجہ پر نہلانے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

پہلے بچہ کی بدن پر کچھ چکنے چکنے چیز ہوتی ہے جو سوکھ کر پڑی سی جھجاتی ہے۔ اسکو آہستہ آہستہ ایک سینچ اور گرم پانی سے دھو ڈالنا چاہئے۔ اگر اس پانی میں تھوڑا سا صابون بھی ملا لیا جائے تو بہتر ہو۔ بچہ کی کھلا ڈھری عموماً اس تیل کو جسم سے بالکل صاف کرنا چاہتی ہیں گویا یہی سب سے بُرا تیل ان کے بدن پر ہے اور اسکا دھونا ضروری ہے۔ یہ نہیں جانتی کہ اس سے بچہ کو کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا۔ جب بچہ کو ۳-۴ دفعہ نہلا دیا جائے تو وہ آپ ہی اُتر جاتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ بچہ کے بدن کو خوب رگڑا اور کپڑے کر تکلیف دیں۔ چربی جیسے چکنے تیل وغیرہ بھی بہت نہیں ملنی چاہئیں کیونکہ ان سے مسامات بند ہو جاتے ہیں اور بدن کے اندرونی بخارات اچھی طرح نہیں نکل سکتے۔ کسی طرح کا تیز ست تو کبھی چھوڑنا ہی نہیں چاہئے کیونکہ اس سے بچہ کے بدن پر ضرور طعن ہوگی۔

ڈاکٹر گلین صاحب کی یہ ہدایت کہ بچہ کے بدن پر اس چکنی چیز کے دُور کرنا نیکو واسطے نمک چھڑکنا چاہئے مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن نمک کو گرم پانی میں گھول کر نہانے کے پانی میں اسلئے بلانا کہ جسم کے مسامات کھل جائیں اور سمندر کے پانی سے نہلانا جس سے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے اچھا ہے۔

زمانہ قدیم میں جب آدمی بہت سختی جھیلنے کے عادی ہوتے تھے جنسی کے باشندوں کا ذکر ہے کہ وہ اپنے معصوم بچوں کو وہاں کے دریاے وائس کے برف جیسے ہنڈے پانی میں نہلا کر لاتے تھے تاکہ وہ ان کے نمک کی سردی جھیلنے کے عادی ہو جائیں۔ آجکل اسکے خلاف آیا اور ماؤں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان کے بچے بوسے اور کم ہمت ہوں اس قدر سختی کا تو نہایت ہی بچپن میں انکو تحمل نہیں کرنا چاہئے مگر ۵-۶ مہینہ کا ہو جائے تو تازہ پانی سے

نہلنا اچھا ہے کیونکہ اس طرح نہلانے سے انہیں طاقت اور صحت تو ہوتی ہی ہے مگر ساتھ ہی اور
 طرح کی بیماریوں سے بھی جو اکثر بچوں کو ہوا کرتی ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں۔ ایک طریقہ اُن کے
 نہلنا نیکایاں ہی بتایا جاتا ہے یقین ہے کہ مفید ہی ہو گا اور اُس سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔
 معصوم بچے کے نہلنا نیکایاں تقریباً ایسا گرم ہونا چاہئے جسکی حرارت بچے کی مائے جسم کی حرارت کے برابر
 لوگوں کے پاس حرارت جانچنے کا آلہ نہ ہو انکو ہم بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی حرارت
 بعین ہی دہی ہونی چکے ضروری نہیں ہے صرف اندازہ کافی ہے اور اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ
 مائے دودھ کی حرارت اور پانی کی حرارت دیکھ لیں اُنکو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ مائے دودھ زیادہ
 گرم ہے یا پانی جب اس طرح اندازہ کر لیں تو پانی میں تھوڑا سا صابون بھی ملا دین تاکہ بچے کے ملائم جسم
 کو ناگوار نہ معلوم ہو اور اُس سے جسم کی صفائی بھی خوب ہو جائے۔

بچے کو ایسے برتن میں پھا کر نہلنا چاہئے کہ جہاں وہ اچھی طرح پھیل سپر کر بیٹھ جائے تاکہ اگر اُس کے کسی
 عضو میں کوئی کم ہوتو وہ بھی اچھی طرح نظر آجائے کہ اُسکا علاج بچپن میں ہی ہو جائے کیونکہ اگر بچپن
 میں اُسکا علاج نہ ہو تو بابتہ زندگی وہ نقص نہیں جاسکتا۔ بچے کو ۵-۶ منٹ سے زیادہ پانی میں
 نہ رکھنا چاہئے اور پانی سے لگاتے ہی خوب پونچھ کر اُسکو کسی ملائم کپڑے میں ڈھلکھ اور گود میں لیکر
 ذرا ذرا ہلاتے جھلاتے رہنا چاہئے۔ بچوں کو اُسوقت نہلنا چاہئے۔ جب اُنکا پیٹ بھرا ہوا ہو
 گوڑھ کوئی سخت غذا نہیں کھاتے صرف مائے دودھ پیتے ہیں۔ بچے کو نہلاتے ہی کھلی ہو اُمین کہیں
 نہیں چوڑ دینا چاہئے کیونکہ اُسوقت اُسکے مسامات کھلے ہوئے ہوتے ہیں اُن میں اگر سرد ہوا
 داخل ہو جائے تو بچے کی صحت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ علاوہ اسکے اُنکا نازک جسم اس قابل
 نہیں ہوتا کہ یکایک سردی گرمی کی تبدیلیوں کو جھیل سکے۔

جب تک بچہ کو شیر گرم پانی سے نہلائیں تو دو وقت صبح و شام اُسی غوطہ دیکر نہلنا چاہئے۔
 جب ہنڈے پانی سے نہلنا نیکے نوبت پہنچے تو صرف صبح ہی کے وقت اس طور سے جیسا اوپر
 بیان ہوا نہلنا چاہئے۔ رات کی وقت بچے کے صرف ہاتھ پاؤں گرم پانی دھونے چاہئیں اس طرح بچہ ہر طرح

بیماری سے محفوظ رہیگا اور جب بچپن ہی سے صفائی جسم کی عادت پڑ جائیگی تو تمام عمر صفائی پسند رہیگا جسکی بدولت اوسکی عمر دراز ہوگی اور طبیعت خوش رہیگی۔

فصل پانچویں

بچوں کی پوشاک کے بیان میں :

حکیم صاحب کو اتنا فکر اور کسی بات کا نہیں ہوتا جتنا بچہ کی پوشاک کا بچہ کو جہاں تک ہو سکے تنگ و جست کپڑے پہنیں نہانے چاہئیں کیونکہ اگر وضع درمی کے خاطر بچپن سے ہی انکے اعضاء کو تنگ کپڑے پہنا کر (جیسا کہ اہل انگلستان میں دستور تھا اور کس قدر اب بھی ہے) یہی بدین توڑی نشوونما اور صحت میں ضرور فتور پڑ جائیگا۔

جبکہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسکو ایک گول مول ماس کا لوتہڑا سمجھ کر یہ کوشش کہنی لگنی چاہئے کہ تنگ کپڑے وغیرہ نہانے سے ایک خوبصورت اور عمدہ شکل بنادین بلکہ انکو یہ سمجھنا چاہئے کہ بچہ گویا بہت سی تیلی تیلی لیسوں کا مجموعہ ہے جن میں ایک سیال شے بہری ہوئی ہے اور اس سیال کی حرکت میں اگر ذرا بھی خلل پڑے تو تمام لیسوں کے گرو جانی کا اندیشہ ہے یعنی اگر بچہ جسم کے کسی حصہ کو صدمہ پہنچے تو اس سے لیسوں کو اور ذہن کے دورہ کو بھی نقصان پہنچے گا۔ جسم کو کسی طرح دبانے سے دل اور پیپٹری کی حرکت مندی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات بالکل بند ہو جاتی ہے اور اس طرح بچہ پر بڑا اہلک اثر ہوتا ہے جسم کے دبانے سے خون کے دورے میں خلل پڑتا ہے جسم کے مختلف حصوں میں خوراک نہیں پہنچتی۔ نازک بڈیان ٹیری ہو جاتی ہیں تمام جوڑوں کی طاقت سلب ہو جاتی ہے نشوونما رک جاتی ہے القصہ تمام جسم بالکل کمزور اور بد صورت ہو جاتا ہے۔

بچہ کے پوشاک کا صرف وہ حصہ تو ذرا لپٹا ہوا ہونا چاہئے جو ناف کے گرد ہوتا ہے اور یہ حصہ اگر فالڈ لین کا ہو تو بہتر ہے تاکہ بچہ کے زیادہ پیچھے رونے سے ناف اوپر کو نہ اٹھے کے لیکر بہت جست ہی نہیں ہونا چاہئے ورنہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جس بُرائی کے روکنے کی کوشش

کبھی بڑے وہ جسم کے کسی اور حصہ میں اور یہی زیادہ ہو جائے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جسم کے اور کسی حصہ کو دبائے اور حد سے زیادہ گرمی پہونچانے سے اتنا خطر نہیں پہونچتا جتنا سر کو۔ اسلئے سر کو پیشہ ہند اور بوجھ سے ہلکا رکھنا چاہئے چنانچہ اگر زیر لوگ ننگے سر رہتے ہیں۔

بچے کے سر پر ایک ہلکی سی ٹوپی ڈوری سے بندھی ہوئی ہونی چاہئے اور جب بڑے بڑے بال سر پر آجائیں تو کبھی کبھی ٹوپی یہی نہ ہو تو کچھ سرمیں بچوں کے کپڑے اُنکے پاؤں سے دو تین انچ سے زیادہ لٹکتے ہوئے نہ ہونے چاہئیں کیونکہ اگر گر تاد وغیرہ بہت بچا ہونو اُس سے صرف میل لچل تو بیشک ڈھیکار سینگا اور کچھ فائدہ نہیں بلکہ بچے کے جسم پر زیادہ بوجھ پڑے گا بچے کے رات کے کپڑے ذکی پوشاک سے بھی ملے ہونے چاہئیں لیکن یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ بچہ کو بہت سردی گرمی نلگے یعنی جب پیچھے پڑنے اپنے تو یکایک سرد ہوا میں نہ جانے دینا چاہئے۔ ہر طرح کی نمی اور میل وغیرہ بچے کے جسم سے فوراً صاف کرنا چاہئے کیونکہ بچے کا کپڑا

جسم سے لگا رہنے کے سبب پسینہ وغیرہ سے خراب ہو جاتا اسکو اس وقت تو قیامت ہو رہا ہے۔ اگر بچہ کی اندکی کثافت جو بیشک ساتھ لٹکتی ہے بہت دیر بدن رنگی سے تو ایک دم کی جو جو پیدا ہو جاتی، اور جسم کے سامات بند ہو جاتے ہیں جس سے جسم کے بخارات باہر نہیں نکل سکتے اور اسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ سورج کے بند ہو جانے سے یہ میل باتو بدن ہی میں رہ جاتا ہے جس سے صحت کو نقصان پہونچتا ہے یا کسی اور راہ سے جیسے انٹریون یا سپیرون سے باہر نکلتا ہے اس سے انہیں بہت تکلیف کے باعث بیماری پیدا ہو جائیگا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی بدن پر یہی اسکا بڑا اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ بڑے تکلیف دہ پھنسی ہوئے لکل آتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بچے کے بدن کو ہمیشہ صاف رکھنا چاہئے۔ ایک ہی کپڑا جو بہت روز تک بچہ پہن چکے وہ اسکو بار بار بغیر دھوئے اور صاف کئے نہیں پہنا چاہئے۔ اگر ممکن ہو تو ہر دفعہ نیا ہی کپڑا پہنا چاہئے۔ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ بچہ رزق برق ہو بلکہ ہر دم صاف رکھنا چاہئے پس بچوں کی پوشاک کے بارہ میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

بچہ کی پریشانی میں خوبصورتی اور وضع دارمی کا اتنا خیال نہ ہونا چاہئے جتنا کہ انکی صفائی کا
 کیونکہ صفائی پر تندرستی منحصر ہے اور تندرستی وضع دارمی سے بدرجہا بہتر ہے نہ ہی وضع دارمی
 تندرستی کے بغیر کسی کام کی نہیں اسلئے صحت کی واسطے جو بات مفید ہو وہ کرنی چاہئے خواہ
 عام وضع کچھ ہی ہو۔

فصل چھٹی

بچہ کی خوراک کے بیان میں

بچہ کے لئے ماکہ دودھ سے بڑھ کر صحت و تندرستی و تیز زندگی کے قایم رکھنے اور کوئی چیز
 دنیا میں نہیں ہے اس خیال سے کہ بچہ جلد ہی سے توانا ہو جائیں انکو کسی قسم کی مقوی دوسری
 قسم کا کھانا دینے سے پہلے دینی بڑھی غلطی ہے۔ قدر تا جوں جوں بچہ بڑھتا جاتا ہے اور اسکا
 ہاضمہ بڑھتا جاتا ہے ماکہ دودھ ہی روز بروز زیادہ مقوی ہوتا جاتا ہے۔ جب اس میں آبی طاقت
 آجاتی ہے کہ روٹی وغیرہ ہضم کر سکے تو اس کے دانت ڈاڑھ لکل آتے ہیں پس ان وجہی اور
 مناسب تبدیلیوں کو دیکھ کر ہی اگر کوئی اس مفید طریقہ سے گریز کرے کہ اپنی عقل آزمائی کرے
 تو ضرور بچہ کی صحت میں ہمیشہ کے لئے فتور کا آجانا تعجب نہیں۔ دیکھو جب بچہ اپنی ماکہ
 پیٹ میں ہوتا ہے تب ہی تو وہ اسی خوراک سے پرورش پاتا رہتا ہے جو اسکی ماکہ جسم
 میں سے اُسے پہنچتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اسکو پیدا ہوتے ہی اور نئی اور ناموافق خوراک
 دی جائے جس سے اس کے نازک جسم اور نہی سی جان کو خطرہ ہو۔

پس بچہ کو دودھ پلانے سے بچہ کی ماں جو بڑے بڑے حکیموں نے دودھ پلانے کے
 فائدے بیان کئے ہیں پورا کرتی ہے یعنی دودھ پلانے سے زچہ جلد ہی نہاد ہو کر اٹھتی ہے
 ہر طرح کی بیماری سے بچی رہتی ہے بیا ہے جانی کے اصلی خوشی حاصل کرتی ہے اور زیادہ
 بچے جنے کی قابلیت ظاہر کرتی ہے اپنے خاندان کی محبت حاصل کرتی ہے اور کھنے اور باہر
 لوگ سب اسکی عزت کرتے ہیں بچہ اسکا احسان مند ہوتا ہے کیونکہ اسکی زندگی اس کے دودھ

ہی پر منحصر ہے اور سب سے بڑھ کر اُسے یہ امید ہوگی کہ ایک دن میری لڑکی ہی اپنے بچہ کو
دودھ پلائیگی۔

ڈاکٹر دوسو صاحب کا قول ہے کہ اگر بچہ کی مائیں خود اپنے بچہ کو دودھ پلانا چاہیں تو وہ خود یہ
کام بخوبی انجام دے سکتی ہیں جب اُنکو کچھ مین رہنے کا فراہم جائیگا تو بد اطوار سی کاٹھا تمبھو جیگا
لڑکوں کا شور و غل جو بُرا معلوم ہوتا ہے وہی بہرہ پہلا معلوم ہونے لگے گا۔ بچہ کو پہرہ بآپکی
زیادہ ضرورت ہوگی اور اس سے دودھ ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرے گی۔ جب
کچھ کے لوگ سب سے پہلے خوشی سے رہتے ہیں تو عورتیں بڑی خوشی سے گھر کا کام کرتی ہیں
اور مرد خوش و لبّاش رہتے ہیں۔

یہاں دودھ پلانے پر جو اس قدر زور دیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انگریزی دینر بعض
ہندوستانی عورتیں اپنے بچہ کو دودھ پلانے سے اپنی خوبصورتی کے بگڑ جانیکے اندیشہ سے
اور وہ سے دودھ پلواتی ہیں اور بچے بیمار و کمزور ہو جاتے ہیں۔

اگر بچہ کی مائی صحت میں عداشی و شراب خوری وغیرہ کے سبب سے فتور نہ آیا ہو تو دودھ پلانے
سے وہ ہرگز کمزور نہیں ہوتی بلکہ زیادہ طاقتور اور تندرست رہتی ہے اگر کسی قدر قی خرابی کے
سبب دودھ نہ پلا سکتی ہو تو وہ اولاد جننے کی خواہش کرے۔

بچہ پیدا ہونیکے بعد زچہ کو چند گھنٹے کیواسطے صوبھانا چاہئے تاکہ جننے کی وقت جو ٹکان ہوتی ہے
رفع ہو جائے اور بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے ہی اسکی چھاتیوں میں دودھ اُتر آئے اس دیر
بچہ کو کچھ تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ بچہ جو وقت پیدا ہوتا ہے خون اور اور جسم کے اندر کی آڑگی
سے سیر ہوتا ہے اور اسکو ابھی کسی قسم کی تراوٹ یا خوراک کی کچھ ہی ضرورت نہیں ہوتی جب
تک کہ آرام پا کر اسکو دودھ پلانے سے قابل نہ ہو جائے اگر زچہ کی چھاتیوں کی ہنسی (گھنڈھی)
بچہ کے منہ میں اچھی طرح نہ آسکتی ہو تو اسے ذرہ جھک کر دودھ پلانا چاہئے۔ خیر بیٹیوں کی
شکل کچھ ہی ہوا انکو پہلے گرم دودھ اور گرم پانی سے ضرور دھو لینا چاہئے تاکہ وہ تلخ نہ ہو

اُنکے گردِ حجاباتی ہے جس سے وہ خراش سے محفوظ رہتی ہیں اور ہو جائے اور جب تک زچہ اپنے بچہ کو دودھ دلاتی رہے اُسے چاہئے کہ ہمیشہ دودھ پلا بھی انکو گرم پانی سے و مود اے اور جن عورتوں کے بہت دودھ اترتا ہو انکو چاہئے کہ تھوڑا سا دودھ بچہ کو پلانے سے پہلے نکال دین۔

کیونکہ اوپر کا دودھ (اول دودھ کی بوندیں) اکثر تلخ اور بد مزہ ہوتا ہے۔

یہاں یہ کہنے کی تو کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوئی کہ جن عورتوں کے حد سے زیادہ دودھ اترتا ہو وہ اندھا دھند بچہ کو نہ پلائے جائیں یہاں تک کہ اُسے تے ہو جائے اور اکثر عورتیں جو بچہ کو دودھ پیتے پیتے سو جانے دیتی ہیں یہ انکی بڑی غلطی ہے۔ لیکن بچہ کو بیدار ہوتے ہی سوکے دودھ کے اور کچھ کھلانے کی کوشش کرنا اور یہی بڑا ہے۔ دہائیں تو اکثر ایسا کرتی ہی ہیں لیکن بعض اوقات بچوں کی دہائیں ہی اس خیال سے کہ جہاتیوں پر زیادہ زور نہ پڑے اور بچہ جلد ہی طاقت ور ہو جائے کچھ نہ کچھ کھلا دیتی ہیں۔ اگر کوئی دودھ پلانے والا بد پرہیز نہ تو اس بات کا کچھ اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ بچہ کیواسطے کافی دودھ نہ اترے اس بات سے بھی دلجمعی رکھے کہ اُسکے دودھ سے بڑھ کر بچہ کیواسطے اور کوئی عمدہ خوراک نہیں ہو سکتی اور اس سے بھی بڑھ کر عورتوں کی ایک یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ پرہیز (اعتدال) نہیں کہلاتی ہیں اس خیال سے کہ اگر کھانے پینے میں بہت احتیاط کریں تو انکی اور بچہ کی طاقت کم ہو جائیگی یہ نہیں سمجھتیں کہ بد پرہیزی سے ایسا دودھ پیدا ہوگا جس سے بچہ بالکل بیمار ہو جائیگا اور دہائے کے دودھ پلانے کی طاقت کم ہو جائیگی اور اسی بخار وغیرہ اُٹانے کا اندیشہ ہے۔ بچہ کے پیدا ہونے کے ایک مہینہ بعد تک ہلکا اور پرہیزی کھانا کھانا چاہئے اسے بعد اگرچہ کچھ قدر زیادہ سخت خوراک مل سکتی ہے لیکن شراب وغیرہ پینی اور گوشت کھانا تب ہی ہرگز نہیں چاہئے پس بچہ کو تین مہینے تک سوائے ماکے دودھ کے کچھ ہی نہ دینا چاہئے بعد تین مہینے کے کبھی کبھی اُسے ملائم غذا (جیسے مگوری پوری) دیدیں تاکہ دودھ چھڑاتے وقت بہت دقت نہ پڑے لیکن بچہ کی خوراک میں کسی قسم کا گرم مصالح

شراب اور کھانہ کبھی بھائی جاتے۔

عموماً بچہ لگا دودھ معمولی وقت سے پہلے چہرہ دیتے ہیں اس خیال سے کہ روٹی وغیرہ سے بچہ جلد ہی ہوشیار ہو جائیگا لیکن اول تو دودھ ہی اگر چہ سبب ہوتا ہے معدہ میں جا کر سخت چیز بناتا ہے۔ اور پھر جلد ہی سے بچہ اسکو ہضم کر لیتا ہے جس سے اسے بہت ہی طاقت اور تندرستی حاصل ہو سکتی ہے دوسرے یہ بات قدرت کے خلاف ہے کہ بچہ دانت نکلنے سے پہلے جسے کہ کوئی سخت چیز چبائی جاتی ہے اسے کوئی سخت چیز دینا بچہ بچوں کے دانت نکلنے کو یا اسباب کی علامت ہے کہ اب اسکو ایسی خوراک دینی چاہئے جسکے چبانے میں دانت کام آویں اور ساتھ ہی اسکے بہہ ہی کہنا مناسب ہے کہ ہمیشہ اور ہر حالت میں یہی قاعدہ نہیں چل سکتا کہ بچہ کو دانت نکلنے سے پہلے کبھی نہ چنانا چاہئے کیونکہ اگر اسکے دودھ پلانے والی صحت میں کسی طرح کا فتور ہو تو بیشک بچہ کو باکے دودھ کے سوا اور کچھ دینے میں کچھ ہرج نہیں۔

دانت صرف خوراک نلنے کی گویا ایک علامت ہے اور یہ بات ہی عجیب ہے کہ جب بچہ دانت نکلنے والے ہوتے ہیں نو جو چیز اسکے ہاتھ لگتی ہے جس سے وہ دانت لہجاتا ہے پس وقت سوکھی روٹی کے ٹکڑے خشک میوہ وغیرہ بچہ کے ہاتھ میں دینا چاہئے جسکو وہ چوستا رہے گا اور چباتا رہے گا۔ دودھ چہرہ انیکے چند ہفتہ پہلے سے تھرا رہتا ہے کہ کہا نیکو دیتے رہنا چاہئے جب تک کہ وہ بالکل دودھ چھوڑ دے اسوقت بچہ کو یہ چیز کہا نیکو دینی چاہئے یعنی اول ایک روٹی ٹکڑے کو پانی میں اُبالو پھر بانیکو پھینک دو اور اسکو تازہ کئے دودھ میں بہگو کر بچہ کو کھلاؤ اس سے بچہ کو بہت فائدہ پہونچے گا۔

یہ بات پہلے ہی مان لی گئی ہے کہ بعض حالتوں میں بچہ کی ماں اپنے بچے کو دودھ نہیں دلا سکتی پس ایسی حالتوں میں دہانے کا رکھنا ضروری ہے وہ دہانے ایک ایسی عورت ہونی چاہئے جسکے انہی دہنوں میں بچہ پیدا ہوا ہو کیونکہ اگر وہ ایسی نہ ہو تو اسکے دودھ میں دست اور

خاصیتیں جسے عین کے پیت کی کثافت نکل جائے نہونگی اور نہ وہ بچہ کو اچھی طرح ہضم ہو سکیگا اگر کسی بچہ کی پیدائش اور دہائے کی زچگی میں ایک ہفتے سے زیادہ کا فرق ہو تو بچہ کو اسکا دودھ پلانے سے پہلے جلاب دینا ضروری ہے اور وہ جلاب بہم ہو سکتا ہے کہ ایک چوٹا چھچھو (۱/۲ ملا) یعنی چھ اچھہ۔ یا پانی جبین تھوڑا سا شہید یا چھچھو کی ملی ہوئی ہو وہ کیونکہ چوٹا بچہ بہت دن کی زچہ کے دودھ کو جو گارہا ہوتا ہے ہضم نہیں کر سکتا دہائے کے مزاج کا بھی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ بد مزاج دہائے کے دودھ سے بچہ کو نقصان پہونچتا ہے اور نہ بد مزاج دہائے بچہ کی اچھی طرح خبر داری کر سکتی ہے۔

باب کو بھی اپنی اولاد کی بڑی خبر داری رکھنی چاہئے اور اسکی پرورش وغیرہ کا اہتمام بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے۔ بچوں کی پرورش کو کسی حقیر کام نہیں سمجھیں سے لوگوں کو شرم آئے۔

نپید ہونے کے وقت بچہ کے کمر و معدہ کی اور ما کے دودھ کی عمدہ اور ساوی حالت کے لحاظ سے ہی مفید معلوم ہوتا ہے کہ پیدا ہونے ہی بچہ کو ایسی خوراک دی جائے جو قریب بہتر اسکی ما کے دودھ جیسی ہی ہو۔ اس نظر سے گدہ کی کا دودھ اور کسی طرح کے کہنا بہتر ہے مگر جب وہ نمل سکے تو گائے یا بکری کا دودھ کافی پانی اور میٹھا ملا کر دینا چاہئے۔ پہلے پہل جتنا دودھ دیا جائے اُس میں اُس سے آدھا پانی ملانا چاہئے۔

کچھ عرصہ بعد پانی کم کر دینا چاہئے۔ دودھ اور پانی کو گرم کرتے ہوئے پانی کو گرم کر کے دودھ میں ملانا چاہئے نہ کہ دودھ کو پانی میں۔ سامنے کے دانت نکلنے ہی بچہ کے دودھ چھڑانکی ترکیب کرنی چاہئے۔

دوسرا باب

بچوں کی عام بیماریوں کے بیان میں

بچوں کی بیماریاں بیان کرنے کے لئے اول ان بیماریوں کا ذکر کیا جائیگا جو بچہ کو

پیدا ہوتے ہی ہوا کرتی ہیں۔

فصل اول

اکثر بچوں کے پیدا ہوتے ہی جسم پر سرخ سرخ نشان یا دھبے ہو جاتے ہیں اور یہ نشان بزرگ
ایک ہی جگہ نہیں ہوتے بلکہ چہرہ، تمام بدن یا انگلیوں پر بھی ہو جاتے ہیں یہ نشان
کسی کے چہرے ہوتے ہیں اور کسی کے برے۔ کسی کے بہت سرخ اور کسی کے کم۔ یہ
نشان عموماً تو دھبے ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی پھنسی سے ہو جاتے ہیں یہ بہت سے
نشان ہوتے ہیں۔ ایک جا اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس جگہ کو جہان
یہ نشان نمودار ہوں اور بدن تو سرخی جاتی رہتی ہے کیونکہ اس سے خون پسٹا
ہے۔ لیکن دبا دھاتے ہی خون پیرا جاتا ہے۔ اگر ایسے ہوتے ہیں انکو دبا دیا جاتا ہے
رہتے ہیں اور برے تو ہرگز نہیں ہوتے۔

فصل دوسری

بچوں کے بدن کے بیان میں

بچوں میں سے جو اکثر بچے ہوتے ہیں بعضوں کا تو ہونٹ ہی آگے سے
چھوٹا ہوتا ہے اور بعضوں کے ناک تک ہونٹ پٹا ہوتا ہے۔ اکثر تو ناک کے لگنے سے
اسکا علاج ہو سکتا ہے۔ اور پیرا باقی حصہ کا علاج ڈاکٹر اچھی طرح کر سکتا ہے۔ اس سے
بچہ اچھی طرح بولنے چالنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ جہاں تک ہونٹ کے ایک برس سے کم عمر
والے ناک کے وغیرہ نہیں لگنا چاہیے کیونکہ اگر بہت کم عمر میں علاج کیا جائے تو عموماً ناک
نہیں ہوگا۔ بھرہ میں اگر وہ اپنی ماکا دودھ نہ پیسکتا ہو تو اسے ایسے دھانے کا دودھ
پلانا چاہیے جسکی چھانچون کی بہت سی بہت ہوتی ہو۔

فصل تیسری

بچہ کسی بچوں کے پاخانہ کی جگہ بالکل بند ہوتی ہے۔ بعضوں کی انگلی ان جگہ پر بھی

ہوتی ہیں۔ بعضوں کی کوئی انگلی زیادہ ہوتی ہے۔ ان سب کا علاج حکیم جراث کے
موانعی جراح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر پہلی بیماری ہوتی ہے کیونکہ اس کا تعلق
پاخانہ نہیں نکل سکتا۔ سرجن یا ڈاکٹر سیمہ بخوبی تشخیص کر سکتے ہیں کہ آیا سوراخ بند ہی
ہے یا چھوٹا ہے یا پاخانہ کسی اور مادہ کے حامل ہو نیکی سبب رک گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے
کہ اگر اس کا علاج جلد ہی کیا جائے تو سچہ درد مر جائیگا اور شاید بہت سچہ اسی سبب سے
مر ہی گئے ہیں کہ انکی بیماری کا علاج نہیں ہوا۔

اگر سچہ کو پیشاب نہ آتا ہو تو چاندی کی سلاخی چڑانی چائے حبس سے بہہ معلوم ہو جائیگا
کہ پیشاب کے آنے میں کوئی چیز حائل ہے یا نہیں اور اگر حائل ہوگی تو پیشاب اس کے شے
سے ٹکرا کر آنے لگے گا۔

بعض اوقات نہایت گرمی کے سبب ہی پیشاب ٹرک جاتا ہے اس صورت میں سچہ کو سرد
دوا دینے سے (مثلاً شربت، صفو رزی وغیرہ) پیشاب ٹکرا جائیگا لیکن اسکی تشخیص حکیم
ہی کر سکتا ہے کہ آیا سچہ کو گرمی سے یا سردی اسلئے بغیر حکیم کے دکھائے اپنی رائے کہ
دوا نہ دینی چاہئے۔

فصل چوتھی

اکثر بچوں کی انٹرمی کے اوپر کو اہٹہ انیکے سبب پیٹ پر پوڑا سا ہو جاتا ہے۔ یہ
پوڑا جب ناف کے قریب ہوتا ہے تو بہت خطرناک ہوتا ہے اور ناف کے قریب انٹرمی
کا بہت سا حصہ باہر نکل آتا ہے جو صرف ایک بڑی تیلی سی چلی سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے
اگر پوڑا اتنا بڑا ہو کہ انٹرمیوں کو پیر اندر کی طرف نہ دبا سکیں تب تو سچہ عموماً مری جائیگا
اس کام کو بعض بوڑھی تجربہ کار عورتیں خوب جانتی ہیں۔ اگر انٹرمی کو اندر کو دبا کر
حضور صاحب رحم کی چلی بہت نازک نہ ہو تو سچہ کی جان کو کچھ جو کہوں نہیں۔ دبانے اور
پیشی باندھنے سے انٹرمی ٹھکانا سے بیہوش ہو جائیگی اور کچھ عرصہ میں زخم بہر جائیگا۔

بعض بچوں کو تو یہ بیماری اس سبب سے ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی بہت روتے پختے
ہیں کیونکہ اس وقت ناف کو کچھ سہارا نہیں ہوتا لیکن جب یہ پھر پورا ناف کے نیچے کی طرف
ہوتا ہے تو صرف دبانے سے ہی آرام ہو جاتا ہے۔ چہوٹے بچوں کے پی باندھنے میں بڑی احتیاط
درکھنی چاہئے۔

فصل پانچویں

ہینگیکن یا گچ بینی

بچہ کی آنکھوں میں یہ نقص اگر کسی اور بیماری کے سبب نہ ہو تو جب تک اچھی طرح نگاہ
جا کر دیکھنے کے قابل نہ ہو تب تک والدین کو اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ یہ عیب اکثر ایک
آنکھ کے دوسری کی نسبت کمزور ہونے کے سبب ہوا کرتا ہے کہ دونوں آنکھیں ایک ہی چیز
کو نہیں دیکھ سکتیں اس لئے کمزور آنکھ گہرا کر دیا جاتا ہے۔ اس عیب کے معلوم کرنے کا یہ
طریقہ ہے کہ جب بچہ ایک دو برس کا ہوتا ہے تو ایک ہی چیز دونوں آنکھوں کے ساتھ
مختلف فاصلہ سے رکھنی چاہئیں۔ اور دیکھنا چاہئے کہ دونوں آنکھوں سے وہ اچھی طرح
دیکھ سکتا ہے۔ اگر اس طرح وہ چیز صاف نظر آوے تو بیشک بچہ ہینگی ہو گا۔ یہ نقص
آنکھ کے رگ پھون کی ایک نیرالی ساخت کے سبب ہوتا ہے اور جنگلی آنکھیں بالکل رگ
پھون سے درست ہوں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ خراب عادت آپ ہی ڈال لی ہے۔ جن
بچوں میں یہ عیب چھوٹی عمر میں پیدا ہو جاتا ہے۔ انکی ہینگی آنکھ کو دن بھر دیکے رکھنا
چاہئے اور جب اسے کھولیں اور تپلی ہاتھ کے رخ پھرتی ہو تو اندر سے رخ آگ کی جڑ میں کالی پی باندھنی چاہئے
اور اگر تپلی اندر کو پھرتی ہو تو آنکھ کے گونے کی طرف باہر کو نکلتی ہوئی باندھنی چاہئے۔
اور کبھی کبھی اچھی آنکھ پر بھی پی باندھنی چاہئے تاکہ بچہ ہینگی آنکھ سے کام لے۔

بچوں کی سیدھی نگاہ سے دیکھنے کی واسطے کبھی کبھی عینک ہی کام میں لاتے ہیں لیکن قر
سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ عینک لگانے سے صرف اچھی آنکھ ہی کام آتی ہے

مگر بعض وقت مفید ہوتی ہیں اس طرح سے کہ اچھی آنکھ واسے شیشہ کے سوراخ کو بند کر دین اور صرف ہینگلی آنکھ کو اس کے شیشہ کی درز سے سیدھی نگاہ سے دیکھنے دین جب یہ نقص ایک آنکھ کے دوسری کی نسبت کمزور ہونے سے ہوتا ہے تو اسکا علاج ہینگلی آنکھ پر ایسا عینک کا شیشہ لگانے سے جس سے وہ اچھی آنکھ کے برابر نظر کر کے آسانی سے ہو سکتا ہے لیکن عینک صرف بڑی عمر کے آدمیوں کو ہی مفید ہو سکتی ہے۔ عینک سے ہینگلی آنکھ کی نسبت اچھا نظر آتا ہے جب بچہ کی نظر میں کب کبھی ہوتی ہو لیکن جب باپے تو سیڑھی دیکھ سکتا ہو تو اسکا علاج اس طرح ہو سکتا ہے کہ جب وہ ہینگلی نظر کرے تب ہی آنکھ کو ہاتھ سے ڈھک دیا جائے۔

فصل چھٹی

آنکھ کے درد کے بیان میں

بچوں کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی یا تو بہت روشنی پڑنے کے سبب یا تیز آگ کے سامنے رہنے یا اور کسی ایسے ہی سببوں سے جن میں یہ بعض کا اثر تو پیدا لیش ہی کی وقت ہوتا ہو سخت جلن ہونے لگتی ہے۔ پوٹے مسوج جاتے ہیں۔ آنکھ کی سفیدی اور پوٹوں کے اندر کا حصہ سرخ ہو جاتا ہے اور آنکھ کے کناروں پر ایک زرد سا پیپ کی رنگت کا مادہ جم جاتا ہے جسکو ڈیڑھ کہتے ہیں اور اس سے آنکھیں چمک جاتی ہیں۔ بعض بچوں کے پوٹے تو ذرا مسوج ہی جاتے ہیں لیکن بعضوں کی رو رہنے وقت باہر کو آنکھ اٹھ آتی ہے۔

اگر اس شیشہ کے روکنے میں بے پردائی کیجاوے تو آنکھ پر داغ ہو جاتے ہیں اور یہ بیماری بڑھتے بڑھتے تلی تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اندر سے آنکھ تک جاتی ہے جس کے سبب بچہ اندر آہو جاتا ہے۔ ایسی نازک بیماری کا علاج ڈاکٹر سے کرانا چاہئے کیونکہ دو آگلی کے اندر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ باہر کا لپ وغیرہ تو اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک چوٹی

جہو جو جس سے کہاں سُرخ ہو جاتی ہے اکثر ان اور پیٹ کے درمیان فی حصہ پر اور کانوں کے پیچھے اور ایسی ایسی جگہ ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری کم تو جہی سے ہوتی ہے اور موٹے بچوں کو تو باوجود ہر طرح کی خبر داری کے بھی ہو جاتی ہے۔ پہلے پیل تو جیم کے ہر حصہ کو بالکل خشک کہنا اور ان پر تنگ تو تیا اور کیسے ماس کا جو ریا جنت کے ٹکڑوں سے بڑکنا چاہئے۔ لیکن اگر اس بیماری کا علاج نہ کیا جائے اور پڑانی پڑ جائے تو لازم ہے کہ جہاں جہاں سُرخ ہو اُس کو وہ اگرین لہندہ نہ مہلک ہو اور ۵ اولس گلاب سے بار بار دھونا چاہئے۔ اگر کہاں کے کسی حصہ پر زخم ہو جائیں اور اُس میں سے مواد نکلتا ہو تو آسپہر یا سیٹھی کا تیل ایک پتلے کپڑے پر چیر کر لگانا چاہئے۔ کان کے پیچھے یہ بیماری بچہ کے پیدا ہونے سے تھوڑے دن بعد ہی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دانت نکلنے کے دنوں میں ہو تو اور بھی مضر ہوتی ہے کان کے پیچھے کا حصہ ہمیشہ صاف اور نیکھنا چاہئے اور دن میں دو تین دفعہ سیرا کس کے عرق سے یا ایک اولس پانی اور ایک چھوٹا فیون کے گہو لوے سے دھونا چاہئے۔ اگر بہت ہی مواد نکل چکا ہو تو دھت اور دواہی دینی چاہئے۔ اگر سچ بہت موٹا ہو اور اسکو سیت آنا رہتا ہو تو مواد کا روکنا مناسب نہیں۔ جب تک اُسے دستوں کی دو بار بار بند بچائے۔ جبکی بیماری کا علاج بہت دوا کرنے سے بھی نہو پارہ کے مرحم میں پانی ملا کر اُسے باریک کپڑے پر پھلا کر ٹی سے باندھ دینا چاہئے۔ جن بچوں کی بیماری کی بالکل احتیاط نہیں ہوتی یہاں تک کہ اُنکے زخم کالے پڑ جاتے ہیں اُنکے سر جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ پہلے تو اُنکے زخموں پر شراب کا ست جس میں کافور ملا ہوا ہو لگانا چاہئے۔ اگر اس پر بھی تکلیف دور نہ ہو تو تیز ٹیکس باندھنے سے کہاں اتر جاتی ہے اور بچہ اچھا ہو جاتا ہے۔ بچہ کو ماکا دودھ وغیرہ پلاتے رہنا چاہئے۔ جس سے طاقت قائم رہے لیکن اکثر تو یہ بیماری مُہلک ہوتی ہے۔

فصل ششم

موتی جہارا (Chicken - pox)

اس بیماری کے پہلے بخار کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً سر دھڑکی لگنا، نبض کا پھر کنا۔ بدن گرم ہونا۔ یخینی۔ بہوک نہ لگنی۔ پیاس و سر درد۔ بعضوں کو بخار بہت زور کا ہوتا ہے اور ساتھ ہی بہت تپ بھی ہوتی ہے سونے میں بہت گہرا سہا سہی ہے اور بیہوشی بھی ہوجاتی ہے اسکے برعکس بعضوں کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ میسرے دن دانے نکلنے لگتے ہیں۔ پہلے تو بدن پر ہر چہرہ پر اور بعد میں بدن کے سروں پر نکلتے ہیں۔ چون چون دانے نکلتے ہیں بخار کم ہونا جاتا ہے آبلوں میں بڑھی خارش آہتی ہے اور پہلے پہل امنیں پیدا سا پانی ہوتا ہے۔ پانچویں دن انہر گنڈ جھجھاتا ہے جس سے سب خم بہر جاتے ہیں۔ یہ بیماری بہت خطرناک نہیں ہے اور اس سے تکلیف ہی بہت کم ہوتی ہے۔ بیماری کو گہر میں بند رکھنے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ جذاب کی ایک یا دو خوراک دیدینی کافی ہے۔ بخار اور گہرا سہا وغیرہ بہت کم ہو سکتا ہے۔ اور بیماری کے شروع میں ہی ٹھنڈے پانی سے نہلانے سے دانوں کا بھی ایسا زور نہیں ہوتا۔ رفتہ رفتہ کھاج بھی کم ہو سکتی ہے اگر بدن پر کبھی کبھی ٹھنڈا سیرکھ اور پانی ملا کر کپڑے سے پیر لیں۔ بعض بچوں کو اگر دست وغیرہ کی دوا نہ دی جائے اور وہ ادھاؤ ہند پھٹانے پیتے رہیں تو بخار بہت زور کا ہوگا۔ اور آبلوں میں بڑھی مکن ہوگی یہاں تک کہ چیخوڑے ہو جائینگے۔ ان سے بہت گہرے نشان ہو جاتے ہیں اور یہ جھک کے نشانوں کی بھی بڑے ہوتے ہیں۔ چیچک کی بیماری کی طرح اس میں بھی پھوڑے بہت ہوتے دنوں تک تکلیف دیتے ہیں۔ یہ حالت فاصک کز و بچوں کی ہوتی ہے۔ یہاں ضرر وہ سبب بیان کئے گئے ہیں جن سے یہ بیماری ہوتی ہے اور اس بیماری کی علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکا علاج دستوں کی دوا اور ہلکا کھانا دینے سے ہو سکتا ہے۔ اس حالت میں گرم غذا اور ہر قسم کے کھانے سے زیادہ مفید ہوگی۔

دانت نکلنے کے بارہ مین

بچہ کے پیدا ہونے سے بہت دنوں پہلے ہی سے عموماً دانت بننے لگتے ہیں لیکن اس قدر بچہ نہیں کہ وہ بچہ کے چند ماہ بڑا ہونے سے پہلے مسوڑھوں کے باہر نکل آئیں۔ شروع میں دانت بہت نرم و ملائم ہوتے ہیں۔ اور جبارے کی ہڈی کے ایک سوراخ میں ہوتے ہیں اور موٹے مسوڑھوں سے ڈکے ہوئے ہوتے ہیں۔ صرف بیس دانت تو بچپن میں نکلتے ہیں۔ دس اوپر اور دس نیچے۔ اور کچھ مدت بعد ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ اکثر چٹے اور لورے ہینے کے چم میں نکلنے لگتے ہیں اور بچہ کے دنوں دانت یعنی نیچے کے جبارے کے اگلے کے دانت سب سے پہلے نکلتے ہیں اور تقریباً ایک ماہ بعد اوپر کے دانت کے دانت نکلنے لگتے ہیں جب بچہ بارہ یا چودہ مہینے کا ہوتا ہے پہلے تو دوسرے دانت نیچے کے جبارے میں اور پھر اوپر کے جبارے میں نکلتے ہیں۔ جب بچہ سوڑے سے بیس مہینے تک کا ہوتا ہے تو سب سے پہلے جو دانت نکلتے ہیں اُنکے اوپر کھونٹوں کے چم میں جو خالی حصہ ہوتا ہے وہ اُن دانتوں سے جکڑ ڈاڑھ کہتے ہیں بھر جاتا ہے اور اس وقت سے تیس ماہ کی عمر تک اور باقی پچھلے دانت نکلنے میں جو زیادہ مضبوط اور دیر پا ہوتے ہیں بعض بچے دانت تو بہت جلد گرک آتے ہیں لیکن بعضوں کو دانت نکلنے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے۔ جن بچوں کے دانت نہ نکلے ہوں اُنکے مسوڑھے بہت پیسے ہوتے ہیں اور وہ کھال جو اُنکو ڈکے ہوئے ہوتی ہے ایک طرح کا تیز سا کنارہ بن جاتا ہے مگر جب دانت نکلنے میں تو مسوڑھے اور وہ کھال جو اُسے ڈکے ہوئے ہوتی ہے پھیل جاتی ہے اور وہ جوڑ جو اُس حصہ میں ہوتا ہے نہیں رہتا۔ کچھ تو مسوڑھوں کے پھیلنے اور کچھ اُن حصوں کی تحریک سے جو دانتوں کے نکلنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کا مسوڑھ پہلے سے دن دن میں زیادہ گرم ہوتا ہے۔

یا تو بچہ اپنی باکی جہاتیوں کو خوب زور سے پکڑ لیتا ہے تاکہ مسوڑھوں میں درد نہ ہو۔

اور اگر بچہ کمزور یا نازک ہو تو اس کو دودھ پینے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور یکایک دودھ چھوڑ دیتا ہے۔ رال مو نہ میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ مسوڑے میں کھاج ہونے لگتی ہے یا درد ہوتا ہے یہہ درد یکایک بڑھتا معلوم ہوتا ہے۔ یا ایک دفعہ ہی ایسا زور سے ہوتا ہے جیسا کہ دانتوں کا درد ہوتا ہے کیونکہ بچہ بغیر کسی معلوم سبب کے چیختا ہے۔ اس صحن سے بعض اوقات بچوں کے مسوڑہوں اور زبان پر زخم ہو جاتے ہیں۔

جو بچے موٹے تازے اور مضبوط ہوتے ہیں انکو اس صحن سے بچا رکھا جاتا ہے۔ انکے میں درد۔ ڈیرہ کا انکھ سے نکلنا۔ گہرا سٹ۔ غنید کا نہ آنا اور ہر وقت چلا رہنا۔ کبھی کبھی غش کا آ جانا وغیرہ سب باتیں اور یہی زیادہ ہوتی ہیں۔ عموماً وہ بہت لمبی نہیں ہو جاتے سوائے اس صورت کے کہ ان کو دست بھی لگ جائیں لیکن سچا اور عشق کے سبب یکایک مر جاتے ہیں۔ اور ان بچوں کو جو بڑے ڈبلے پٹلے اور نازک ہوتے ہیں دست بہت لگتے ہیں۔ جی ملتا رہتا ہے۔ کچھ نہیں کھاتے بیتے بچہ رہتا ہو جاتے ہیں۔ بالکل سوکھ جاتے ہیں اور جب یہی حال بہت دنوں رہتا ہے تو بچہ مرنے کو ہو جاتا ہے۔ لیکن دانتوں کی یہہ تکلیف دو ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتی۔ دانتوں کے نکلنے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس میں ان باتوں کا خیال ہوتا ہے درد کا کم کرنا۔ سچا کو دور کرنا۔ سچہ کی طاقت کا قائم رکھنا۔

ان دنوں میں عموماً بچہ کو دانتوں چاہنے کو دیتے ہیں تاکہ اس سے وہ اپنے مسوڑے جن میں کھاج آہستی سے کھاتا رہے۔ لیکن اگر یہہ کوئی بہت سخت چیز ہو تو ان سے بچہ کے مسوڑہوں کو ضرر پہونچے اور اس کو انکھ میں جھپو لینے کا اندیشہ ہے۔ کبھی کبھی سخت روٹی کا ٹکڑا دیدیا جاتا ہے۔ لیکن اگر روٹی کا ٹکڑا ٹوٹ کر مو نہ میں جا پڑے تو حلق میں پھنس جانے کا اندیشہ ہے۔ بچہ خود بخود ہی اپنی عقل

حیوانی نمونہ میں انگلیان دیتے رہتے ہیں جن سے آئندہ کیواسطے انکی عادت بگڑ جائیگا
اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن درد کے کم کر نیکا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ بچہ کے سوڑے کو جو
سوج جاتا اور پہل جاتا ہے کاٹ ڈالنا چاہئے۔ اکثر بغیر سوڑے کاٹے درد اور سوجن کم نہیں
ہوتے۔ ایسا کرنے سے بہت ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اور کسید طرح کا نقصان یا ضرر نہیں ہوتا
اور اگر زخم بہر ہی جائے تو دانت نکلنے میں کچھ حرج نہیں ہوتا۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن بچوں کو قبض ہوتا ہے اُن کو زیادہ جینی ہوتی ہے۔ پس
اگر بچہ کو کھلکرو دست نہ آتا ہو تو مناسب ہے کہ اُس کو کوئی ہلکا سا جلاب مثل تھوڑا سا
سکینڈیا اور دار چینی دینا چاہئے۔ دانت نکلنے کے دنوں میں بچہ کو ٹھنڈی
ہوا میں رکھنا بہت مفید ہے۔ لیکن بہت سردی سے بھی بچانا چاہئے۔

اکثر اُسکو گھر سے باہر لے جانا چاہئے۔ اور اُسکو صبح ٹھنڈے پانی سے نہلانا چاہئے۔ اور
رات کو ٹھنڈے پانی کے کپڑے سے بدن صاف کرنا چاہئے۔ جب گہرا سٹ حد سے
زیادہ ہو تو اُسکی کمر اور پیٹ پر تھوڑا سا لائڈ سیسم کا لپ کر دینا چاہئے
دوسرے دانت نکلنے کی بیماری کے لازمی علامات کے دور کرنے کے لئے سوڑا ہاتھوں
کے علاوہ اور مناسب علاج بھی حسب حال کرنا چاہئے جب بخار بہت زور کا ہو اور
نبض بہت تیز چلتی ہو اُسکو دستوں کی گولی اس مطلب کے لئے عموماً بچوں کو دینا
ہوا سہاگہ دیا کرتے ہیں دینی چاہئے اور ٹھنڈے پانی کی جگہ گرم پانی سے نہلانا چاہئے
اگر بچہ بہت اور اُدھکتا ہو معلوم ہو جس سے سر کی کوئی بیماری ظاہر ہوتی ہو
تو اُسکو خاصاً تیز طلب دینا چاہئے۔ اور ایک یا دو جونک بچہ کی عمر کے لحاظ سے اُسکو
ماہیہ پر لگانا چاہئے۔ اگر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہو تو اُسکا ناو کھلو کر ہسٹ
لگانا چاہئے۔ ہمیشہ بیماری کا علاج جلد جلد کیا جائے بہتر ہوتا ہے۔ جن بچوں کو
غش آتا ہو اور سردی ہو اُنکو گرم پانی سے نہلانا لائڈ سیسم اُنکے بدن

لنا اور *Colonel* کا خطاب دینا ضروری ہے۔ جہاں تک ہو سکے بچہ کی ماکو
 اسکی خبر گیری کرتی جائے۔ اگر اس بیماری میں دوا مردے اُٹتے ہوں یا بچہ
 چونکتا ہو تو بہت ملکی تے اور دوا شل انک کا پانی دینا چاہئے۔
 اگر بچہ کو بار بار اور بہت زور سے مردے اُٹتے ہوں یا وہ بہت چونکتا ہو تو اسکو
 دست کی دوا ضرور دینی چاہئے۔

اور ہینگ اور *Castoreum* کا مرکب دینا چاہئے اگر دستوں سے بچہ بہت کم
 زور اور دُہلا ہو جائے تو دستوں کو رکھ دینا چاہئے اور اسکے لئے افیون مسٹ کا حقنہ
 جڑانا چاہئے اور کبھی کبھی تھوڑا تھوڑا *Colic* یا *Colic* ایسے
 دار چینی ہی دینی چاہئے خصوصاً اسوقت جبکہ بچہ عام غیر معمولی طرح کا ہو۔

جی کا مسئلہ نہ کہنا نیکو دل نہ چاہنا۔ سو نہ عین بدبو کا لکنا ان سب کا علاج تھوڑا سا
peppermint دینے سے ہو سکتا ہے۔ کہانی اور انکھوں کا درد دیکر
 مار پیٹ مار پیٹ لگانے سے دور ہو جائیگا۔ جب سٹوٹ ہون کو
 چیرین تو ہلکا سا خطاب دینا چاہئے۔

بچہ کی طاقت کو قائم رکھنا چاہئے اور سٹوٹ ہون وغیرہ کو پورٹ شراب سے جبرین
 پانی بہت سا ملا ہوا ہو دھونا چاہئے۔

تیسرے۔ بچہ کو ما کا دودھ دینے سے اسکی طاقت قائم رکھنی چاہئے اور اگر دودھ
 چھوڑ دیا ہو تو اراروٹ۔ اور دودھ اور پانی دینا چاہئے جن بچوں کو دودھ
 چھوڑے بہت دن نہ ہوئے ہوں انکو اسوقت پیرما کا دودھ پینی کی عادت
 ڈالنی چاہئے۔ اگر بچہ اپنے آپ کہانا نہ سیکھا ہو تو اسے مقوی *Starch*
 دینا چاہئے۔ مقوی غذا کی تو بہر حالت میں ضرورت ہوتی ہے لیکن بعضوں کو جب
 بدن بہت ہی کمزور ہوتے جاتے ہوں اور یہ مقوی دینی چاہئیں۔

جب بچہ بہت ہی ڈبلا ہوا جائے تو عموماً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکو قبض رہا ہے۔
اور دوا دینے سے رفع نہیں ہوا۔

بیان یہ بیان کرتا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلے دانت ڈھلے ہو جائیں یا
ہٹنے لگیں یا گلی جائیں اور ان سے مسوڑھوں کو بہت تکلیف ہوتی ہو تو ان دانتوں کو
نکال دینا چاہئے اور جب دودھ کے دانت باج کے دانتوں کے نکلنے میں حارج ہوں تو
انکو ہی نکالنا چاہئے۔ جب باج کے دانتوں میں سے کوئی سے دودھ کا ایک دوسرے
اتنی دور ہوں کہ یا تو انکے پاس کے دانت ان کے چہرے میں سے نکل آویں یا باہر سے
بانکے ہو جائیں تو ان دونوں کو مار سے رفتہ رفتہ ایک دوسرے کے پاس لے آنا چاہئے
چوہر دانت شروع میں ہی نکال دئے جانے چاہئیں۔ اکثر بچہ کو دانت نکلنے کے دن میں
بہت دست بھی لگایا کرتے ہیں انکے لئے مغز بلیگری۔ کتھا۔ آملہ کا پوسٹ ان سبکو
ہموزن لیکر کوٹ چھان کر سفوف بنا کر دینا چاہئے۔

فصل دسویں

(Convulsions) مروڑوں یا تشنج کے بارہ میں

یہ بیماری عمر بہر میں چاہے جب ہو سکتی ہے۔ اور یا تو کسی ایسی حالت میں ہوتی
ہے جب بچہ کسی اور بیماری میں مبتلا ہو یا اچانک جب بالکل متذرسن ہو۔
پہلی صورت میں بہت خطرناک ہوتی ہے اور اس سے اکثر جان کا خطرہ ہوتا ہے
پہلی صورت میں اس سے کچھ بھی جو کہوں نہیں Convulsions کو بعض اوقات
Hysterical کہتے ہیں۔ یہ کبھی زور کے ہونے میں اور کبھی ہلکے۔ پہلے پہل
یا شروع میں چہرہ کے رگ پھون میں ایک طرح کی حرکت سی ہوتی ہے اور پھر تمام
بدن اٹھ جاتا ہے عموماً یہ حرکت کم ہو یا زیادہ چہرہ کا رنگ بالکل بدل دیتی ہے
اور بیمار بالکل بخیر ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کو دیکھ کر یا پہچان نہیں سکتا۔ بعضوں کو

نواب کا دورہ اس قدر خفیفہ اور ہلکا ہوتا ہے کہ اگر غنٹا آنا یا بیہوشی کہیں تو بہ نسبت تشنچ کے زیادہ ٹھیک ہو گا۔ بہت کم عمر کے بچے جب اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ذرا مسکراتے ہیں اور انکی آنکھیں جو آدھی بند رہتی ہیں آہستہ آہستہ ادھر اُدھر پھرتی ہیں۔ کبھی کبھی سانس ٹوٹنے لگتا ہے اور بچہ چونک پڑتا ہے اور ذرا سے آہٹ پر یہی ہاتھ باؤن مارنے لگتا ہے۔ ان حرکات کو اندرونی دھڑکتے کہتے ہیں اور یہ انٹریون میں ہوا کے داخل ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔

نشنچ کی بیماری۔ انٹریون میں جلن کے ہونے سے ہی ہوتی ہے۔ یہ پیٹ میں جرنون کے ہونے۔ قبض۔ سخت قلیل خوراک۔ بیون کے ساتھ جلن وغیرہ دانت لٹکنے۔ خراب ہوا میں سانس لینے۔ کسی چور زخم کے ہونے یا زخم کے ابھر جانے (جیسا کہ چمک میں ہوتا ہے)۔ مغز کی بیماریوں یا تشنچ (جیسے سخت کما نسی میں ہوتا ہے) سے پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تو لقمہ کے بیون کا مفصل حال بیان ہو سکتا ہے اور نہ ان باتوں کا جن پر ڈاکٹری کا پیشہ منحصر ہے۔ یہ بیان کرنا زیادہ مفید ہو گا۔ کہ اول اگر بچہ لقمہ کے ہونے سے کچھ عرصہ پہلے بیمار رہا ہو اور بالخصوص قبض تیز رہے ہو اور بدن گرم اور خلل سر رہا ہو اور یہ دانت لٹکنے کے سبب نہوں تو یقین کر لیا جائے کہ لقمہ حاصل و ملغ سے (جو نہایت غالباً مخزن میں پانی بہر جانے سے پیدا ہوتی ہے) ہوا ہے۔ سچہ دار کو اپنے بچے میں اوپر لکھی ہوئی علامتیں دیکھ کر اسکو اس بیماری سے بچانے کے لئے ڈاکٹر کو ضرور دکھانا چاہئے تاکہ بچہ کی جان خطرہ سے محفوظ رہے۔

وہ ہم بہت کم عمر کے بچوں کو اگر پہلے سے کوئی اور بیماری نہ ہو تو پیٹ کی خرابی سے لقمہ ہو سکتا ہے۔ یہ خیال بچہ کے باخانہ کی بڑی رنگت دیکھنے سے اور یہی تحقیق و تجربہ سے ہو سکتا ہے۔ اور اس میں بھی کچھ شک نہ رہیگا کہ انٹریون میں ہوا داخل ہو گئی ہے۔

اور بچہ کی کہانے پینے میں کافی احتیاط نہیں کی گئی اور یہ کہ اُسکے دودھ پلانے والی کے مزاج میں براغصہ اور گہرا بٹ ہے اور وہ کہانے پینے میں بھی محتاط نہیں رہی ہے جب بچہ دو۔ چار ہی دن کا ہو تو اس سے یہہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ پیدا ہونے کے وقت جنم کو اچھی طرح نہیں نکالا گیا ہے۔

سوم جب بچہ کو مروڑے پیٹ کی بیماری کے سبب سے ہونے میں تو عموماً اُنکے چہرہ کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے اور پافانہ بہت رک کر آتا ہے۔ انگوٹھ کی بیماری کے سبب ہون (اور اس صورت میں زیادہ خطرناک ہونے میں) تو درست آنے لگتے ہیں اور اس حالت میں انکو یغیہ یا دستوں کو مضمحل و مضمحل کرنا کہنا زیادہ ٹھیک ہے۔

چہارم اس چوٹی عمر میں ناف کی سوزش سے جب مال ٹوٹ جاتا ہے اور اعصاب بیماریوں سے بھی بچے جہاڑے بند کر لیتے ہیں اور اُنکی ربڑہ مروڑے کے سبب پیچھے کو ٹڑ جاتی ہے۔

پنجم جب بچہ دو مہینے کا ہو جاتا ہے تو انٹریون کی جلن سے (جو بدہضمی، چرنون یا نقل خوراک کے سبب ہوتی ہے) بجائے ذرا مروڑے سے پافانہ آنے کے یا بچہ میں شستی ہونیکے خوب روز کے مروڑے ہوتے ہیں۔ لہذا وہ علامات جو تیسرے دن میں بیان ہوئی تھیں نہیں ہونگی۔

ششم بچہ کے دانت نکلنے کے وقت انکو جو غش آتے ہیں وہ مسوڑ ہون کی صیغے ہوتے ہیں اور اُسکا اور کوئی سبب نہیں ہوتا اس لئے ایسے موقعوں پر ہر بچہ کے مسوڑ ہون کو ہی دیکھنا چاہئے۔ بچہ کے تشنج میں مبتلا ہوتے ہی بہت گہرا بٹ پیدا ہوتی ہے اور اگر ایسے موقعہ کے لئے کچھ قواعد مقرر نہیں تو ظاہر ہے کہ یا تو کچھ ہی نہ کیا جائیگا یا بالکل غلط طریقے اختیار کئے جائیں گے۔

ایسی حالتوں میں پہلا قاعدہ یہ ہے کہ بچہ کو شیر گرم پانی سے نہلا دین اور یہ حالت میں مناسب ہوتا ہے جب دست درد سے آتا ہو تو مروڑا نہلانے سے کم ہو جانا ہے جب درد نہیں ہوتا تو نہلانے سے بچہ کو بالکل صحت پڑ جاتا ہے پانی خاصا گرم ہونا چاہیے اور اگر نوڑا آرام نہ ہو جائے تو بچہ کو گردن تک چند منٹ اس میں رکھنا چاہئے۔ اگر زنگ بہت زرد پڑ جائے یا وہ بہت مضمحل اور زخمی سا ہو جائے تو کاکڑا سنگلی یا سرسوں نہانے کے پانی میں ہلادے فی چاہئے۔

دوم جب بچہ ہمارا ہو تو معمولی ~~مضمت~~ تیار کرنا چاہئے اور بچہ کے نہا کر نکلنے ہی ڈالنا چاہئے اور اسکے بعد کیلو سیل کی ایک خوراک عمر کے موافق دینی چاہئے۔

سوم اگر بچہ بیماریا معلوم ہوتا ہو یا سانس رک کر آتا ہو یا سجدہ میں کسی قسم کا خلل ہو تو اسے نئے کرائی چاہئے۔

اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب اسکو غش آ رہا ہو تو اسکے حلق میں ایک پیرڈال کر یا تو ڈر اسکا ایک حلق سے اتار کر ایک کائی دلائی چاہئے۔

چوتھے جب بچہ نہا چکے تو غنبر کا تیل یا شراب جبین کا کاکڑا سنگلی کا ایک چمچا حصہ ملا ہو اس کے جسم اور خصوصاً برہ اور سجدہ پر ملنا چاہئے۔

اگر بدن کو ملتے وقت زخم ہو جائیں تو ان پر کافور ملا ہوتا پین کا تیل یا چھوٹا سا پیلا سٹر اسکے سجدہ پر لگانا مفید ہوگا۔

پنجم اگر سوڑے ہوئے سوچ جائیں یا دانت نکلنے کی کوئی علامت ہو تو فوراً سوڑے پر نشتر لگانا چاہئے۔

ششم اگر ان باتوں سے بچہ کو بالکل آرام نہ ہو یا وہ پرہو تو اسکے رکنے یا مندرستی کی تدبیر کرنی چاہئیں اگر چہرہ پر مٹھی ہو اور بچہ کا سر جھکا ہوا ہو یا بچہ

بیہوش ہو اور جبکہ تو عمر کے واقف ایک یا دو جو تک کت چبی پر لگانی چاہئے۔
 اسکے سر کے بال اڑا کر اسپر تبخال ڈالنا چاہئے اور ساتھ ہی اتنا کیلو میل
 دینا ٹھیک ہو گا کہ پاخانہ کھل کر آجائے۔ اسکا دینا اسوقت اور یہی بہتر ہو گا جب پاخانہ
 بدبودار اور کالا ہو۔ جب بہت ہی گہرا ہٹ ہو تو صلب پر لاڈ نیم ملنا مفید ہو گا لیکن
 افیون کھلانی سرگز نہ چاہئے۔ جب دورے اکثر آتے ہوں تو دستوں کے واسطے
 کیلو میل یا ریونڈ چینی اور سیکنشیا کے دینے کے علاوہ کبھی کبھی چند بوند
 نیک کی ٹنگو کو سونف کے عرق میں ملا کر دینے سے بہت فائدہ ہو گا۔ ہمیشہ سجد
 کی طاقت مناسب خوراک یا *اسٹ*۔ *کھسکے* *حقن* سے قائم رکھنی
 چاہئے۔

معتد اور لکھی ہوئی باتیں خاص کر ان بچوں سے تعلق میں جو ایک یا دو ہفتے سے
 زیادہ عمر کے ہوں اور یہ کہنا مناسب ہے کہ اگرچہ یہ باتیں اکثر ان سے ہی کم عمر
 بچوں کے واسطے ہو سکتی ہیں تو یہی عموماً اندرونی گہرا ہٹ کنویشن
 کی حالت میں جو ایک یا دو دن کے بچوں کو ہوں ہلکے جلاب کی ضرورت ہوتی ہے
 جیسے سیکنشیا اور ریونڈ چینی یا کیلو میل غذا میں ہی بہت احتیاط رکھنی چاہئے
 شتم جب دورے دانت نکلنے کے وقت چوکنے۔ گہرا ہٹ اور باتوں سے
 پیدا ہوں تو مسوڑھے کو کاٹنا چاہئے اور ہلکی سی تے دلانے والی دوا دینی چاہئے
 کچھ دست آور دوا دینے۔ گرم پانی سے نہلانے سے ہی غش بند ہو جاتے ہیں۔

فصل دسویں

دستوں کا بیان

بچوں کو دستوں کی بیماری بہت سخت ہوتی ہے اور اسکا جہان تک ہو سکے
 جلد علاج کرنا چاہئے۔ ہر سال اسکے سبب سینکڑوں بچے مرتے ہیں۔ بعضے تو

اچانک ہی مر جاتے ہیں لیکن اکثر بہت دن بیمار رہ کر مرتے ہیں۔ دستوں کا سبب یا تو معہ۔ مکی خرابی یا آور کو بھی بیماری (جیسے دانت نکلنے کے دنوں میں جبائے کی حالت میں مغز میں پانی کا پیدا ہو جانا) ہوتی ہے۔ مگر چھوٹی عمر کے بچوں کو تو معہ کی خرابی سے ہی عموماً دست لگتے ہیں۔ اُن بچوں کو یہ بیماری بہت کم ہوتی ہے جبکی صحت میں کسی طرح کا فتور نہ ہو اور جبکہ کھانے پینے کا انتظام اچھا ہو۔ یا تو یہ بیماری بہت نادر ہے بچوں کو جبکہ ہضم میں کسی طرح کا فتور ہو ہوتی ہے یا اُن کو جب اگر ظاہر میں تندرست اور موٹے تازے ہوتے ہیں مگر عمدہ کھانا نہیں کھاتے اور جبکہ عمدہ دوا نہیں ملتا۔ دستوں کی حالت میں بچہ کو بالکل آور ہی طرح طرح کا پانا آتا ہے۔

اگر ننھے بچوں کو وہ اچھی طرح نہ پلا یا گیا ہو بلکہ اوپر کا دودھ پلا یا گیا ہو اور کچھ اور کھانا دیا گیا ہو تو سبائے قبض ہونے کے اُن کو کالے۔ پتلے پانی۔ دودھ سے ملے ہوئے دست در دے آتے ہیں۔ اسکے لئے تھوڑی سی ریونڈ چینی اور سیکنڈیا دن بہر میں دو دفعہ دینی چاہئے اگر پاناہ کا رنگ بدلی اور سدھر جائے تو اور بھی کم مقدار دینی چاہئے لیکن اس کا بڑا علاج تو اچھی طرح دودھ پلانا ہے جس بیماری کی جڑ ہی جاتی رہتی ہے۔ کبھی تو بچوں کو سفیدی مایل دست ہوتے ہیں اور کبھی سرے بودا رہنے کے سبب بچہ چیتھا ہے اور جڑ اُمید ہو جاتا ہے۔ یہ بڑے کھانے یا معہ کے خلل سے لگاتے ہیں کبھی بعض عورتیں لاڈ کے ارے اپنے بچہ کو سب طرح کے الالبال جیسے اُمرد و کچا توشتہ بیتاشہ وغیرہ کھلا دیتی ہیں اور ذرا یہ نہیں سچتیں کہ اُن سے بچہ کو کس قدر تکلیف ہوگی جب بچوں کو ایسے دست آتے ہوں تو ریونڈ چینی اور سیکنڈیا سے معہ صاف ہو جائیگا اور بچہ تندرست ہو جائیگا۔ اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو جارجین پوٹر آف جاک اور آدہ گرین کیلو میل صبح و شام جب تک پاناہ اصلی رنگت پر نہ آجائے دیتے رہنا چاہئے۔ بچہ کو اس وقت صرف چھاتی کا دودھ پلانا چاہئے اور اگر کچھ

بچہ کو اس وقت صرف چھاتی کا دودھ پلانا چاہئے اور اگر کچھ

کہا نیکو دیا ہی جائے تو اچھی طرح اُبالا ہوا آرا روٹ دینا چاہئے کیونکہ دستوں کا علاج اگر جلد ہی نیکو جائے تو اول دست آتے ہیں پھر بڑے بڑے بہت پیچش اور سنجار ہو جاتا ہے اگر بیماری اس درجہ کو پہنچ جائے تو بیچ لکھی ہوئی تدبیریں کرنی چاہئیں۔

اول جب دست آتے ہوں اور اس کے ساتھ ہی کوئی اور بیماری ہو یا معدہ میں کسی طرح کا خلل ہو تو تھوڑا سا لیکا (جو ایک قسم کا پودہ ہوتا ہے اور جسکی جڑ بطور طباب کے دیتے ہیں) دینا چاہئے۔

دوم جب دست ہی آتے ہوں اور سنجار ہو تو صبح و شام شیر گرم پانی سے نہلانا چاہئے۔ سوم جب باخانہ ہوا اور پتلا آتا ہو اور بیماری کو بہت دن نہوئے ہوں تو ریونڈینی اور سیگنیشیا کی ایک خوراک دینی چاہئے۔ اگر باخانہ بدبو دار اور کالا ہو تو صبا اوپر بیان ہوا کیلو میل کی چند خوراک دینی چاہئیں۔

چہارم دستوں کی دو سخت بیماری کی حالت میں لاؤنیم کا حقہ چرمانا ہے۔ حقہ کو چند منٹ کپڑے سے پکڑ کر بچہ کی باخانہ کی جگہ رکھنا چاہئے۔ اگر چند منٹ کہنے سے زیادہ فائدہ ہو تو گھنٹہ دو گھنٹے رکھنا چاہئے۔

پنجم لاؤنیم کا کہنا ناہیت مضر ہوتا ہے اور حقہ کے برابر تو اس سے کہی فائدہ ہوتا ہی نہیں۔

اس سے معدہ اور کل بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ پس یہ دو حالت میں باہر سے لگانی مفید اور بخیر ہوتی ہے۔ پیت پر لاؤنیم کی مالش کرنی چاہئے۔ یا کافور اور افیون کا بلاٹر لگانا چاہئے۔

ششم دستوں کی روکنے کی دوا دینے سے عموماً کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ ہفتم جب دست دانتوں کے سبب سے آتے ہوں تو مشوٹ ہون کو نشتر سے چرنا چاہئے۔ اور اگر بدن کے کسی اور حصہ میں کوئی اور بیماری ہو تو اسکا علاج ہی بہت جلد

ہونا چاہئے۔

مستحم اگر کچھ نہ دودھ نہ چھوڑ دیا ہو اور بیماری زور پکڑ جائے تو اس صورت میں کہ دودھ پلانا بوالی کو اور غذا دینے سے بھی کچھ فائدہ نہ ہو وہاں کو بدلدینا چاہئے۔ اگر دودھ چھوڑے نہ ہوئے ہی دن ہوئے ہوں اور دست آنے لگیں تو پھر بچہ کو اگر پیئے لگے تو دودھ پلانا چاہئے۔ اور اگر دودھ چھوڑے بہت عرصہ ہوا ہو تو بچہ کی طاقت قائم رکھنے کے واسطے اراروٹ دینا بہت مفید ہوگا۔

نیز مارالحم کا کلستر یا حقہ ہر حالت میں جب یہ بیماری سخت ہو یا طول کینچ جائے اور بیک سچون کو ہر بیماری میں جب انکی بھوک جاتی رہے تو دن بہر میں دواؤں دفعہ دینا مناسب ہے۔ چھوٹی بیالی بھر کر دینی چاہئے۔ اگر یہ نہ ٹھیرے تو پانچ چہ قطرے لادیم کے بھی ملا دینے چاہئیں۔ ٹھن سے بچے ایسا کرنے سے مرنے سے بچے میں۔ جب اسطرح سے انکی طاقت قائم رہے گی تو وہ جلد ہی اپنے موہنہ سے کھانے پینے لگیں گے۔

فصل گیارہویں

قبض کے بارہ میں

بعض بچوں کو تو قبض خیم سے ہی ہوتا ہے اور بعضوں کو بعد پیدا ہونے کے ہو جاتا ہے جب بچہ کو قبض خیم سے ہوتا ہے تو اسکی ماں کو یہی ہوتا ہے۔ بڑی عمر کے بچوں کو قبض کے سبب سچا ہو جاتا ہے۔ اور یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ جب قہ اور بڑے ہو جائیں تو کم تکلیف ہو جائے۔ اگر بچوں کو خیم سے قبض ہو اور وہ توانا۔ چالاک قنندہ راست ہوں تو کچھ اندیشہ نہیں۔ لیکن اگر بچہ کو پیدا ہونے کے پیچھے چند ہفتہ تک اچھی طرح دست اتار رہا ہو اور پھر قبض ہو جائے یا وہ دُبلتا ہو جائے یا پہلے سے ہی قبض ہو اور چھین مارنا ہو اور زیر و زنگ پڑ جائے تو ضرور علاج کرنا چاہئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جتنی جلدی علاج کیا جائے بہتر ہے

اور جقدر دیر لگی اتنا ہی زیادہ اندیشہ ہوگا۔ اکثر کو تو ایک چوتھائی گرین سے چہلہ گرین تک عمر کے لحاظ سے کیلوئل دیا جاسکتا ہے۔ اس میں خوب بورا ملانے چاہئے اور پھر تو وہی سے شوربے یا شہد کے ساتھ کھلانا چاہیو۔ اگر سچ کو چوری سے یہ دوا دینی ہو تو اسکو روٹی پر بڑکا دین اور اس میں ترکا رسمی ملاوین۔

اس سے دست کھل کر آجاتا ہے اور تین چار روز تک برابر یہی دینی چاہئے جب تک قبض بالکل رفع نہوجائے۔ ایک یا آدھ گرین یا اس سے بھی زیادہ جیسی کہ صورت ہو دینا چاہئے اور اگر اس سے قبض رفع نہو تو زیادہ تیز صلاب شدت اور اساکٹیسٹیل دینا چاہئے

فصل بارہمین

چڑنے

کئی قسم کے چھوٹے چھوٹے کیڑے جنکو چڑنے کہتے ہیں بیٹ میں ہو جایا کرتے ہیں لیکن بچوں کے تو اکثر صرف دو طرح کے چڑنے ہوتے ہیں۔ ایک تو لہنے لہنے کان سلائی کی شکل کے ہوتے ہیں۔ دوسرے سفید چھوٹے چھوٹے چڑنے جو دھانگے کے ٹکڑے جیسے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں طرح کے چڑنے بیٹ کے مختلف حصوں میں ہوتے ہیں کیونکہ لبنی طحکو چڑنے تو بیٹ کے نیچے کے حصہ میں ہوتے ہیں اور چھوٹے بیٹ کے چہت اوپر کے حصہ میں ہی پائے جاتے ہیں۔ چڑنوں کے پیدا ہونیکا سبب بتلانا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ اور قسم کے کیڑوں سے جو زمین یا نباتات میں پیدا ہوتے ہیں بہت مختلف ہوتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اور کیڑوں کی طرح پیدا نہیں ہوتے لیکن یہ عموماً خیا کیا جاتا ہے کہ کسی خاص طرح کی خوراک یا شہابی یا پچھے پہل وغیرہ کھانے سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن یہ خیال صرف اس حد تک ٹھیک ہے کہ ایسی چیزوں سے معدہ اور انتڑیوں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ جب ہاضمہ درست ہو اور پانچانہ اچھی طرح اور گہلکرتا ہو تو چڑنوں کا پیدہ ہی نہیں ہوتا۔

یہاں یہ بات بھی بیان کر چکے لایق ہے کہ جب تک بچے ڈودہ پیتے رہتے ہیں بہت ہی کم کوچرے ہوتے ہیں۔ مگر ڈودہ چھوڑ دینے کے بعد جب انکو اور چیزیں مثلاً اس ملک میں طرح طرح کی مٹھائیاں لادو اور پیار کے مارے بہت کھلائی جاتی ہیں تو چرنے ہو جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈودہ پینے کے دنوں میں بچے کا اضمہ درست رہتا ہے اور جب طرح طرح کی کھانسی کی چیزیں دی جاتی ہیں تو اس میں فٹور بڑھ جاتا ہے۔

جب بچے کے پیٹ میں چرنے ہو جاتے ہیں تو بیرونی علامات سے یہ بات معلوم ہوتی کہ فلان بچے کے چرنے پر ٹکے ہیں یا نہیں انکا ہونا اس وقت ہی معلوم ہوتا ہے جب وہ بہت سے پیٹ میں جمع ہو کہ جھیل پھٹ پیدا کرتے ہیں یا انکے سبب بچے کچھ بیمار ہو جاتے ہیں اور چرنوں کے سبب انکی تکلیف بہت بڑھ جاتی ہے۔ چرنوں کی تکلیف صرف جھیل پھٹ ہوتی ہے اور یہ تکلیف صرف چرنوں کے کم یا زیادہ ہونے پر منحصر نہیں بلکہ بچے کی معدہ کی حالت پر موقوف ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ چرنے پیٹ کی خرابی کے سبب بہت ہو جاتے ہیں اسلئے بہت سی علامات تو اس حالت سے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں اور جھیل پھٹ سے نہیں۔

دوسری طرح کے چرنوں کا ہونا ان دن نشانیوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بچے کے پیٹ میں اکثر ٹوڑے کھا ہونا۔ پیٹ میں درد۔ ایک ایک سوتھکا لگنا ابھوک کا یکا یک خد سے زیادہ یا کم ہو جانا۔ پیٹ کا ابھرنا خصوصاً انکو نیند نہ آتی۔ بچے کا سوتے سوتے چونک ٹھننا اور دانتوں کا کھٹکھٹانا علاوہ ان آثار کے یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایسے چرنے ہوتے ہیں تو بچے کا رنگ کبھی تو پھلا اور کبھی سرخ ہو جاتا ہے۔ ناک مکتا رہتا ہے۔ ٹونہ میں سے بد بو آتی رہتی ہے۔ خشک کھانسی ہوتی اور بعض اوقات مند امند اُبھار بھی ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی بیہوش بھی ہو جاتا ہے۔

چرنوں کی بہت سی دو ایساں برتی جاتی ہیں۔ جیسے قلعی کا سفوف۔ *Stomach* (ایک قسم کی کڑوی جڑ ہوتی ہے)۔ گندہک۔ گنگلی وغیرہ لیکن عموماً یہ بات بچوں کے حق میں سب سے مفید ہے کہ انکو دستوں کی دوبار بار دین جن سے چرنے بھی نکل جائیں اور پیٹ کی اوکسر

وغیر وہی نوع ہو جاوے اور وعدہ صاف ہونے سے ہم بھی درست ہو جاوے۔ جو کہ دستوں کو آٹے کیلے میل کی ایک
خوراک دینی چاہیے اور ایک دن کے چھ سے اگر کچھ نکل سکے تو وہ کو آٹے کی کڑی کوئی دینے سے بالکل غافل ہو جائیگا
اس صلابت کے بعد بچہ کو تھارے دو دن میں نی سفید پین جیسے سرزد لینے طائفی کے دو گڑوں کے ان ہی ہو رہی ہا
رہتی ہے۔ بالوے کا کٹھنہ وغیرہ کو مکھالے معدہ میں طاقت آتی ہے اور انہی دھڑکت ہو جاتا ہے۔

جب چھوٹے طے سفید چرنے ہو جائیں تو غور و دھونے۔ بچے کے ناک کو لینے۔ اور نیند وغیرہ کے۔ آپ کے علاوہ
بچے کے سین کے نیچے کے حصہ میں بہت چھینچھ ہوئی اجرات کو نہایت ہی زور سے ہوتی ہے اور بعض اوقات
بچہ ہمارے تک نہیں سکتا۔ سوزش کے سبب پیشاب تک بند ہو جاتا ہے۔

جب چرنے پانسانہ میں نکلنے میں یا غور و دھونے نکل آئیں تو اور بھی یقین ہو جاتا ہے۔ بچہ کی چھینچھ ان
کے سبب تھی۔ یہ بھی یہ ستون کی دوا ہے جو کسٹم بن اور طائفی کے کھلا سے بڑھ نہیں سکتے لیکن علاوہ ان علاوہ
کے بچہ اندر ایسی دوا کا کٹھنہ جس سے وہ بچہ میں چرایا جاسکتا ہے جیسے مکھالے لیکن ایسا کٹھنہ جس میں
ہو یا مکھالے اور گن بالونہ کے تیز عرق ہوں اور بھی مفید ہو گا۔

کچھ دن تک یہی علاج ہر دوسرے رات کرتے رہنا چاہیے۔ اور اگر اس سے بالکل آرام نہ ہو جائے تو
پھر سفید بہر میں ایک دفعہ۔ بچہ تک کہ بیماری بالکل جاتی رہے۔

سکھلی فصلوں میں اکثر کٹھنہ ذکر ہوا ہے۔ مراد اصلی صاف کرینوالی چیز ہے لیکن عام دستور میں کٹھنہ بہت
کی دوا کو کہتے ہیں جو کٹھنہ زیادہ قبض کی حالت میں دست کے کام میں آتا ہے۔ معمولی کٹھنہ ایک برا چھینچھ
ایک چھ چھ لیکن اوٹیل اور ایک آدھا ہرچ یا ماڈ بلانے سے تیار ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے ایک چھالہ اند اور ایک چھ چھ نک یا کچی کھانڈ یا کٹھنہ بن سکتا ہے۔

فصل تیرہویں

بچپن میں ورزش

بچپن میں ہی جسم کی حرکت صحف اور ہوک کے لئے ایسی ہی ضروری ہوتی ہے جیسی
بڑی عمر میں۔ پس جماتی حرکت کو ٹھیک ٹھیک اور حد مناسب تک رکھنے کے لئے بچے کے

بدن اور ان اصولوں کا جتنے موافق بدن کے مختلف حصے اپنا اپنا کام انجام دیتے ہیں خیال رکھنا چاہئے۔ پیدا ہونے کے بعد چند ہفتہ تک بچہ کو آپ اٹھانا نہیں مانا جاتا ہے اور یہ جلد ہی نکرنا چاہئے کہ بچہ آپ ہی اٹھنا نہیں جلد ہی سے سیکھ جائے تو اچھا ہے۔ اگر اس بات کا خیال عموماً نہ رکھا جائے اور پہلے ہی سے بچہ اٹھنا سیکھنے کی جلدی مکرانی چاہئے اور نہ خواہ مخواہ اسے کھڑا کرنے یا سیدھا بٹھلانے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس سے اس کی کمزور دلچکدہ کمر بدن کے بوجھ سے تڑپ جاتی ہے اور اس سے بچہ نہ صرف ہمیشہ کے لئے گھبراہٹا ہوتا ہے بلکہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پیٹ بڑھتا ہے اور دل پر بوجھ بڑھنے سے معدہ میں بہت خلل اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اتنی عمر میں بچہ کو صرف اتنی ہی ورزش کافی ہے کہ گھر میں گود میں لیکر دوپہر اور پہرین یا ہاتھوں پر سیدھا یا ترچھا لٹا کر یا چھوٹی بچوں کی گاڑی میں بٹھا کر پہرین یا آہستہ آہستہ اس کے تمام بدن اور ہاتھ پاؤں پر ہاتھ پہرین جس سے بچہ کو بڑا آرام پہنچتا ہے اور خون کی گردش بھی بہتر ہوتی ہے۔ بہت سے باب ایسے جاہل اور کابل ہوتے ہیں کہ بچہ کو قوت و بخود والے عمر میں گود نہ پاندے۔ اُٹھنے بیٹھنے۔ چلنے پھرنے دیتے ہیں جبکہ وہ اس بات کے ذرا بھی لائق نہیں ہوتے۔ اور نہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کو کھانا کھاتے ہی ایسا کرنے دینا چاہئے اگر وہ بچہ کے مزاج سے واقف ہوں اور ایمان سے اپنے منہ کو سوچیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ یہ بد اصنافی صرف اپنی ہی دل لگی کے لئے کرتے ہیں۔ بچہ کی تندرستی کا خیال نہیں کرتے۔ جب بچہ چلنے پھرنے کے قابل نہ ہوں تو آپ یا نوکروں سے ساتھ سیدھا چلائی کی کبھی کوشش نہ کرنی چاہئے۔ جب بچہ اس قابل ہو جائے تو خود چلنے پھرنے کی خواہش کرتا ہے۔ تھوڑے دن اور اسکا گھٹنوں چلنا اس کی طاقت کیواسطے زیادہ مفید ہے۔ بچپن میں ہی اس کو قانون یا نوں چلانے سے اس کی کمر اور ٹانگوں کو ٹھیک نہیں کرنا چاہئے۔

ناعاقبت اندیش بابا اب اکثر اپنی خوشی اور دل لگی کا تو خیال کرتے ہیں مگر سچے کے فائدہ اور خوشی کا ذرا ہی نہیں۔ اور بچوں کو اس وقت چلانے پہرانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ انکے ہاتھ پاؤں اس لایق نہیں ہوتے۔ انکو پہر پہن جانا لازم ہے کہ وہ ایسا اپنی ہی دل لگی کے لئے کرتے ہیں۔ بچہ بچہ کے کا کچھ ہی خیال نہیں کرتے۔ اگر وہ خود ہی غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ جب بچہ کو ایسا کرنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ روئے لگتا ہے۔ بچوں کی صحت کے واسطے انکے سونے کا انتظام ٹھیک ٹھیک ہونا ہی بہت ضروری ہے یہاں پہر لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو دن میں کبھی نہ سونے دین کیونکہ دہر کے سونے سے دن پہر بچہ سست رہتا ہے۔

فصل چودہویں

بچوں کی صحت کے متعلق بعض عام باتیں

جب پہر بات سب آدمی اتنے ہیں کہ بابا کا اکثر بچہ پر بہت کچھ ہوتا ہے تو یہ بات ان کو بتانی کہ کن کن حالتوں میں بچہ کی تندرستی پر بابا کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مفصلہ ذیل حالتیں زیادہ غور کے لائق ہیں۔

اول بچوں کی کمزوری انکے بابا کی کمزوری کا نتیجہ ہوتی ہے۔

دوسرے کم عمر میں لڑکے بالوں اور خاص کر کمزور اور نازک لڑکیوں اور ایسے بچوں کی جن میں سورہی بیمار یوں کا لگنا بہت آسان ہو شادی کرنی انکے بچہ کی کمزوری کا باعث ہوتا ہے تیسرے بہت قریب کے رشتوں میں شادی کا ہونا اور خاص کر جبکہ انہیں سے کوئی ایسے گہرانے یا فائدان کا موجبین کو مئی مرض دائمی رہا ہو۔

چوتھے بہت بڑی عمر میں شادی کرنا۔

پانچویں لڑکے لڑکی کی عمر میں شادی کی وقت بہت فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق عام حالتوں کے دو سال سے زیادہ ہونا چاہئے۔

چھٹے حمل کے وقت بچہ کے بابا بون کی صحت -

ساتویں حمل کے دنوں میں ماکی صحت -

بچہ زیادہ اس سبب بیمار ہوتے اور مر جاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کچھ کہہ جاتے ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔ بعض اوقات حکیم بے بچہ کی تکلیف یا بیماری کا ذکر تک نہیں کرتے بڑی عقلمند نہیں ہیں بعض اوقات حکیم جی کے ناراض ہو جانے کے ڈر سے بچہ کی بیماری کا بار بار ذکر نہیں کرتے اور اس سبب اگر بچہ کو آرام نہ ہو تو حکیم کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اسکی تشخیص میں ہی فرق رہ گیا ہو گا اور اصل میں انکا علاج ہی نہیں ہوتا۔

بچپن میں بیماری ہونے کے اکثر دو سبب ہوتے ہیں۔

ایک تو بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے اسکی ما کا بیمار ہونا۔

دوسرے بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اسکو سردی گرمی ہو جانی۔

جس طرح بچوں کے بابا کی بیماری کا اثر ان پر ہوتا ہے ویسے ہی انکی صحت کا بھی اثر ان پر ہوتا

ہے۔ یہ جو بیان ہوا کہ بابا کی بیماری کا اثر بچوں پر بھی ہوتا ہے اس سے یہ مراد نہیں

ہے کہ انکی وہی بیماری بچہ کو بھی لگ جاتی ہے بلکہ اس سے صرف یہی مراد ہے کہ ایسے والدین

کی اولاد انہی بیماریوں میں زیادہ آسانی سے مبتلا ہو سکتی ہے بہ نسبت ان بچوں کے جو

تندرست والدین کی اولاد ہوتے ہیں اور اسی سبب سے بیمار والدین کی اولاد کی زیادہ

احتیاط اور خبر داری رکھنی چاہئے۔

فصل ہندرموین

کہانے پینے کے بیان میں

اپنے بچوں کو جلد ہی طاقتور بنانے کی خواہش سے اکثر بچوں کی مائیں کو بہت ثقیل کہانا بار بار

کہلاتی ہیں۔ اگر بچہ کو جلد ہی جلد ہی بغیر جانے کے کہانے دین تو بیشک وہ حد سے زیادہ

کہاٹیکا۔ اسکے خلاف اگر اسکا دل نہ بہلاتے رہیں اور وہ کیسل گو دین نہ لگا رہے تو وہ بار بار

کہنا نا لگیگا اس سبب سے نہیں کہ بچہ کتنی ہے بلکہ بچہ کو تو کچھ شغل چاہئے اسلئے کہا نا ہی
 سہی۔ بچہ کو روٹی یا شہنائی دیکر ہیلانے سے انکی صحت ہی کو نقصان نہیں پہونچتا بلکہ ان کی
 عادت ہی خراب ہو جاتی ہے بچہ کو جھڑکا، موہ کے یہ عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ صبح و شام
 کے کھانے کے پچر میں وقت مقررہ سے پہلے کھانا نہ مانگے۔

معدہ کو بھی اور اعضاء کو بطرح آرام دلانا چاہئے اگر اسے آرام نہ ملے اور بچہ اندھا دھند کھائے
 جائے تو ضرور بد ہضمی ہو جائیگی اور صحت میں فتور آ جائیگا۔

دوسرے برس بچہ کو طاقتور اور توانا کر سنبکے لئے مقوی خوراک اور محرک اشیاء کے دینے سے
 اکثریت نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے ایسی محرک اشیاء سرگزشت نہیں دینی چاہئے اور کمزور بچوں کو
 بہت مقوی کھانا ہی نہ دینا چاہئے۔

تندرست بچہ جو کبھی کبھی بہو کا رہنے سے کمزور ہو گیا ہو اسلئے طاقتور ہو سکتا ہے مگر ان بچوں
 جنکا اضمہ خراب ہو اور جو کمزور ہوں مقوی ملکی اور نرم خوراک ملنی اتنی ہی انکے لئے مفید ہوگی
 اور مقنی زیادہ مقوی اور محرک ہوگی اتنی ہی انکی صحت اور جسم کی توانائی کیلئے مضر ہوگی۔

جب بچہ کے دانت نکل آئیں تو کچھ نرمی ترک کر دینی چاہیے اور اچھی طرح لچکائی گئی ہو کھانی مفید ہوتی ہے
 بند گوشتی۔ گاجر۔ انگور وغیرہ ایسی ترکاریاں ہیں جو بچوں کو بہت ترسے دار معلوم ہوتی
 ہیں اور بلدی ہضم ہی ہو جاتی ہیں لیکن بہت نہیں کھلانی چاہئیں۔ اور ایک ساتھ یا
 ایک وقت ہی کئی طرح کی چیزیں نہ دینی چاہئیں۔

جب معدہ کمزور ہوتا ہے تو ایسی نرم غذا گوشت وغیرہ سے زیادہ فائدہ دیتی ہے چنانچہ
 ڈاکٹر آگسٹ اور امریکہ کے اور بڑے بڑے ڈاکٹر اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ بچوں کو
 حیرت انگیز پیلاری۔ ترکاریاں اور دودھ وغیرہ ہی دینی چاہئیں۔ گوشت خواہ کسی
 طرح کا ہو صحت کو بالکل مضر ہے۔

باب سوم فصل اول

دربارہ اخلاقی تعلیم اطفال

بچہ کی جسمانی تربیت کے اصولوں کے بیان کے بعد یہ ضرور ہے کہ اسکی اخلاقی تربیت کیلئے جو باتیں ضرور ہیں۔ اُنکا بھی ذکر کیا جاوے۔ انسان کے بدن بادل ہی کو آدمی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر انسان جو اُس مادہ دنیا میں رہتا ہے اور جسکی زندگی استعداد مختلف مادی اشیاء پر مبنی ہے۔ اگر دل ہی دل ہوتا تو باقی مخلوق کے مقابلہ میں نہایت ہی عجیب الخلق قرار دیا جاتا۔ اس طرح اگر انسان میں گہری کی مانند جڑ سے ہی جڑ سے انتظام اور ترتیب کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے اور اُس میں دل یا مرضی نہ ہوتی جو اسکی حرکات و سکنات کا سبب ہے تب بھی ایسی ہی حالت ہوتی۔ اس لئے اُن مطالب کو پورا کرنے کے واسطے جسکے لئے انسان دنیا میں ہے ضرور ہے کہ اسکی تعلیم اور تربیت میں اس بات کو بھی مد نظر رکھا جائے کہ اس میں تندرستی اور طاقت کے ساتھ ہی صحیح اور قوی دل و دماغ بھی ہو۔ یہ بات شاید دسے بخوبی واضح ہے کہ ہر امر جو انسان کے جسمانی یا دماغی حالت کو بدلتا ہے یا بدلنے کے لائق ہوتا ہے وہ ضرور کوئی نہ کوئی دماغی اثر اچھا یا بُرا اُس پر پیدا کرتا ہے۔ اور اگرچہ بچہ کی تعلیم مجازی پانچ یا چھ برس کی عمر سے شروع ہوتی ہے لیکن اسکی اصلی تربیت اُن تمام امور پر منحصر ہو سکے سبب جو اسکے ارد گرد رہتے رہتے میں پیدا میش کے دن سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ درالشریحہ کو یہ بھی معلوم ہونے سے پہلے کہ میں کون ہوں آئندہ کے لئے اسکی دماغی حالت کی ایک مضبوط بنیاد پڑ جاتی ہے۔ اگر اس بچہ کی ہمیشہ مد نظر رکھا جائے کہ بچہ کو قوانین قدرت کے مطابق تعلیم دیں تو اس طرح آسانی بچہ کو واسطے بے نقص ترقی اور اصلی خوشی مہیا ہو سکے گی۔ لیکن اگر ایسا کیا جائیگا تو بچہ کے بول سکنے اور سوچ سکنے کے بعد ہی نہیں بلکہ پہلے ہی سے بہت سی خرابیاں ظہور میں آنے لگن گی۔

جو بہت لاڈ و پیار کرتی ہیں وہ اگر انکا بچہ بڑی سے بڑی بات ہی کرتا ہے تو اکثر یہ کہہ کر درگزر کرتی ہیں کہ ابھی تو بہت چھوٹا ہے جب بڑا ہو جائیگا تب سب سمجھنے لگے گا۔ لیکن اصل میں یہ نہایت غلط خیال ہے۔ بچپن میں ہماری رہنما عقل نہیں چھوڑے بلکہ مان باپ کے محبتانہ حکم اور ہدایتیں۔ اور انکو بڑے کاموں سے روکنے کے لئے انکے بڑے ہوجانیکا انتظار کرنا گویا اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ جن بڑی عادات و خصلات کو ہم دور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اچھی طرح یاد رہیں اور ایسے مضبوط ہوجائیں کہ پھر دور نہ ہو سکیں عقل آنے سے پہلے بچے میں مختلف جذبات ہیں محبت اور دیگر قوائے اندرونی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اور اگر انکو مناسب طرح نہ روکا جائے اور ترتیب سے نہ رکھا جائے جو انکا کام ہے تو بچے کی طبیعت چاہے جو شکل اختیار کر سکتی ہے اور اسکے ارد گرد کی حالت کے موافق اسکی عادات اور خصلات ہوجاتی ہیں۔ پس اگر اس نازک حالت میں علاوہ مناسب تعلیم نہ ہونے کے بچہ اپنے اور ہم عمر بڑی اور بد خصلت بچوں کے ساتھ کیلے تو اُسپر اسقدر خراب اثر ہونا اغلب ہے کہ پھر برسوں کی درستی سے ہی دور نہ ہو۔ پس چونکہ شروع عمر میں جو اثر بچے کی عادات اور خصلت پر ہوتا ہے وہ ایسا دیر پا اور مضبوط ہوتا ہے اسلئے مان کو یقین ہی میں بچے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔

شروع عمر میں بچوں کو تعلیم دینے میں جو دو غلطیاں کیجاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

اول بچے کی مرضی کو بہت اختیار دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح جو خواہش بچے کے دل میں پیدا ہوتی ہے اسکو بے روک ٹوک پورا ہونے دیتے ہیں۔

دوم۔ دوسری غلطی پہلے کے بالکل برعکس ہے یعنی مان بچے کے تمام خیالات کو نہیں مانتا کہ ناجائز ہے۔ اور ذرا اسے کاموں کو نہایت سخت پابندی کے ساتھ کراتی ہے کہ چونکہ سخت پابندی قواعد صرف بچوں کی طبیعت کے بالکل برخلاف ہوتی ہے۔ بلکہ انکے آرام اور خوشی کی غارتگر سمجھنی چاہئے۔ پہلی غلطی کے سبب بچہ اسقدر خود غرض ہوجاتا ہے کہ جلد ہی بالکل بگڑ جاتا ہے۔ دوسری غلطی کے سبب بچہ کو اسقدر پابند حکم ہونا پڑتا ہے کہ اسکی

طبیعت بالکل ٹوٹ جاتی ہے۔ تیسری غلطی جو کجیانی ہے وہ یہ ہے کہ مان ہر ایک آدمی سے جو ملنے آتا ہے اپنے بچے کی تربیت کی ترکیبن دریافت کرتی ہے۔ اور انہیں عمل کرتی ہے۔ اور اس طرح اکثر اوقات بُرے مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

بچپن میں اور نیز بڑی عمر میں ایک بہت عمدہ نعمت جو تکمیل سکتی ہے وہ بدن اور دل و دماغ کی جستی و چالاکی ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ یہ جستی و چالاکی مصنوعی نہ ہو۔ مختلف قسم کی ہوا کے سیطرے مضر نہ ہو۔ علاوہ برین اسکو سکھلانے کے طریقے بھی ایسے نہ ہوں کہ جسے کسی قوت اندرونی پر بے ضرورت بوجھ پڑتا ہو۔ اس نعمت کے مقابلہ میں بدن اور دل و دماغ کا پورا ہونا ایک بڑی آفت ہے۔ پس تین بائین میں چیکا بچوں کی تندرستی اور خوشی کیلئے ہمیں خیال رکھنا چاہئے

اول پرورش کا طریقہ ایسا ہو جس میں ہمارے تمام بدنی و دماغی اعضاؤں کو مناسب حالت تربیت پانے یا استعمال کے جائز کا موقع ملے۔

دوسرے اس بات کی احتیاط رکھی جاوے کہ دلی شغل اس قدر زیادہ نہ ہو کہ اور سب قوتیں تنگ جائیں یا کمزور ہو جائیں۔

تیسرے اُن چیزوں اور اُمور میں ملان طبیعت کی ہمتوں یا خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے کافی اختیار دیا جاوے۔ جو مکمل طور پر تعلقات زندگی ادا کرنے کے لائق بتاتے ہیں اور اُن کے ساتھ ہی احتیاطاً اُن تمام باتوں کو روکا جائے جو اخلاقی اصول اور عقل کے برخلاف ہوں۔ تمام حالتوں میں بچوں کی پرورش کے لئے بچے کی ضروریات اور جزئیات اور طبیعت و مزاج کے مطابق طریقے اختیار کرنا ہی ایک بڑا اصول ہے۔ گویا خود بچے کی رائے کے کھیل اور شغل مقرر کرنے میں لینی چاہئے۔ جب بچہ ایسی حاجتوں یا خواہشوں یا ضرورتوں کا ظہار کرے۔ جو مناسب اور ٹھیک ہوں تو دیکھی خوشی کے لئے سب عمدہ طریقہ یہ ہی ہے۔ کہ اُن ضروریات وغیرہ کو مناسب طرح پورا کر دیا جاوے۔ بلی اور اس کے بچے کی مثال اس بار یہ

نہایت نصیحت انگیز ہے۔

بچہ جب طرح اسکی عقل حیوانی اسکو رہنما کرتی ہے کہلاڑیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے کھیل کود میں مشغول ہوتا ہے لیکن اس تمام عرصہ میں اسکی ان نہایت ہوشیار سی سے اسکی خبرداری کرتی رہتی ہے۔ اور اگرچہ اسکو چاہے جد بہرہ لے اور چاہے جب طرح کھیلنے اور اپنی طبیعت بھلائی کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم خون و خطر کے موقعوں پر فوراً اسکے بچانے کو موجود ہو جاتی ہے لیکن اگر بلی اپنے بچے کے تمام کھیل کہلاڑیوں کو خود مقرر کرے اور شرعہ و ختم کرنے وغیرہ کے یہی وقت مقرر کر دے تو ظاہر ہے کہ وہ محبت اور اتحاد جنکے واسطے پائی اور پائی کا سبب مشہور میں ختم ہو جائیگا۔ پس ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ بلی ہمیشہ اپنے بچے کو جب طرح وہ چاہے کھیلنے دیتی ہے۔ ہاں جب کبھی خون و خطر ہوتا ہے نہایت جالاکمی اور جھمکی لیکن مہربانی اور محبت سے بچے کو بچانے کے واسطے اسکو اسکی کہلاڑیوں سے روکتی ہے اور بچہ بھی اپنی عقل حیوانی کے ذریعہ اس محبت اور مہربانی کے کام کو پہچان جاتا ہے اور پہلی ہی جیسی محبت ایک دوسرے میں قائم و موجود رہتی ہے۔

بالکل اسی اصول پر انسان کے بچوں کو بھی پالنا چاہئے۔ بچے کو جو کچھ وہ چاہے کرنے دینا چاہئے۔ اور جب طرح وہ چاہے کھیلنے دینا چاہئے۔ جب تک اسکا کوئی کام یا کھیل مضربدن یا صحت نہ ہو اور بلحاظ اخلاق نامناسب نہ ہو لیکن والدین کو ہمیشہ تیار و مستعد رہنا چاہئے کہ جب کبھی بلحاظ اخلاق و دور اندیشی ضروری ہو۔ بچے کے کاموں کو یا تو روک دین یا کسی اور مفید طرف بدل دین۔

بچہ جو نامناسب باتیں کرے یا ایسی چیز کی خواہش کرے جسکا پورا کرنا عقل کے خلاف ہو۔ تو اسکو فوراً مہربانی اور نرمی کے ساتھ ہی استقلال کے ساتھ روک دینا چاہئے۔ اور اس طرح عمل کرنا چاہئے کہ بچہ خود بخود دیرہ بان جائے کہ یہہ جو مجبور و کا گیا ہے یہہ بسبب محبت مہربانی کے ہے نہ کہ براہ ظلم و زبردستی۔ جس بات سے میں روکا گیا ہوں وہ اب میں نہیں

کرنے پابالگ خواہ کتنی ہی ضد یا التجا کیوں نہ کروں۔

دوسرا طریقہ بچوں کی پرورش کا جو نہایت مختصر ہے۔ یہ ہے کہ تمام کام یا کمپلٹ بچے کے والدین سر نہی کے مطابق ہوتے ہیں اور ان کے ہر کام میں اور ہر بات میں والدین دخل دیتے ہیں۔

الغرض بچوں کی اخلاقی تعلیم اور تربیت کے لئے والدین کو چاہئے کہ بچے کے مختلف جزا جیسے محبت اور توانے اندرونی کو انکاموں کے کرنے میں جو وہ کرتا ہے کافی آزادی و خود مختاری دیجے اور اسے کیونکہ بچہ کی آئندہ کی خوشی و خصلت اور مفید مطلب ہونا ان اجزائے انسانی کے باہدگر خوش اسلوبی کے ساتھ کام کرنے پر منحصر ہے۔ ساتھ ہی ہمسکو چاہئے کہ بچہ میں خود عملی اور خود انتظامی کی طاقت پیدا کریں تاکہ اس میں اپنے ضروریات کے خود پورا کر سکی عادت پڑے بجائے اسکے کہ ہر کام میں اور وہ ہی سر منحصر رہے لگے۔ مگر اسکے ساتھ ہی فراہم واری۔ اور خود انکاری کا سبق بھی شروع ہی سے بچے کے دل پر نقش کر دینا چاہئے۔

فصل دوم

عملی باتیں جو اخلاقی تربیت کی واسطے ضروری ہیں

(۱) بچے کی پوری اور ٹھیک تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کام کر سکلے جو بچے مستعد ہو۔ اور خوشی خوشی سب کام بچے کا کر سکیو تیار ہو۔ عقلمند ہو۔ عالم ہو۔ یعنی عالم واقفیت اسکو کافی ہو۔ اور اس قسم کے ذریعہ اسکے پاس ہوں کہ بوقت ضرورت جو واقفیت درکار ہو وہ حاصل کر سکے۔ اور ہمیشہ ہر بانی اور انصاف کے ساتھ بچے سے پیش آوے۔ مگر یہ تمام باتیں مشکل ہی سے کسی بامین پائی جاتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا غصہ یا کسی قسم کا ذاتی لالچ بچے پر نہایت مضر اثر پیدا کرتا ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ عام طور پر یہ کہہ جاسکتا ہے کہ جیسی خصلت یا عادت ان کی

یعنی بچے اپنا کام اور انتظام خود کر سکے لائق ہوں ۱۲۔

بچے کے سامنے ظاہر نہ کی ویسی ہی حوصلت و عادت بچے میں ہی ہوگی۔ بچے کے سامنے کوئی کام یا بات ایسی نہیں کرنی چاہئے جسکو ہم بڑی سمجھتے ہیں یا جسکو ہم کسی بڑے آدمی کے سامنے کرنا مناسب نہ سمجھتے ہوں۔

(۲) اگر ان ہوشیار اور عقلمند ہے اور بچہ کی طبیعت سے واقف ہے۔ تو ضرور اسکو معلوم ہوگا کہ بچہ کی زندگی کے کسی اور حصہ میں اسکو مائل ہوشیار شائستہ اور نہایت ہی بااخلاق آدمیوں کی حفاظت میں رکھنے کی نہیں ہوتی جبکہ بچپن میں ہوتی ہے۔

(۳) بچوں میں ہر نئی بات کو معلوم کرنا ایک بہت زیادہ شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کو پورا کرنے سے بہت کچھ فائدہ بچہ کو ہو سکتا ہے۔ اسلئے بچے کے حواس اور قوت مشاہدہ کو اس طرح تعلیم و تربیت دینی چاہئے کہ اسکو اس شوق کے پورا ہونے میں مدد ملے۔ مختلف کھلونے یا تصویریں بچے کے سامنے رکھنی چاہئیں۔ اور اسکی توجہ انکے رنگ۔ شکل۔ خواص۔ اور استعمال کی

طرف دلائی جائے۔ اصول یہ کہ بچہ کی ہر قابلیت یا تجربہ کو کام میں لانیکے واسطے اس قابلیت یا تجربہ سے خاص علاقہ رکھنے والی کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہوتی ہے۔ اور یہ خاص چیزیں بچہ کی طبیعت اور طرز مزاج کے تحقیق ہونے کے بعد تجربہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں۔

(۴) ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو الگ یا الگ میں صرف مان کے پاس نہ رکھا جائے۔ کیونکہ بچے کے تمام جذبات اور محسوسات کو ترقی دینے اور کام میں لانے کے واسطے ضروری ہے کہ اسکو اور اپنے ہم عمر بچوں سے یا بڑے آدمیوں سے کام پڑے۔ محبت کرنے والے واسطے وہ جس سے محبت کیجائے۔ انصاف و بہداری کرنے والے وہ جس سے انصاف یا بہداری کی جائے۔

ڈرنے کی واسطے وہ جس سے ڈرا جائے۔ خفا ہونیکے لئے وہ جس سے خفا ہوا جائے۔ انقض ہر فعل کے لئے مفعول ضروری ہے۔ اگر مفعول نہ ہوگا تو ان تمام کاموں میں سے کوئی نہ ہو سکے گا اور وہ عادات و خصلات جو ان کاموں کے ہونے پر منحصر ہیں ترقی نہ پاسکیں گے۔

اسلئے ان طاقتوں کو کام میں لانے اور ترقی دینے کے لئے جو ہم کو پرمیشرنے عطا کی ہیں۔

اور انکو اپنی خوشی کے ذریعے بنائیکے لئے ہمکو چاہئے کہ اپنے اور ساتہوں سے ملین مخلین اور باتین کریں اور انکے ساتھ جو ہمارے معاملات ہوں انہیں انصاف بہرہ بانٹی۔ برسات یا تحمل وغیرہ کو کام میں لا کر اپنے چال و چلن کو مرتب دیں۔

(۵) بہ خیال رکھنا چاہئے کہ جو باتیں یا کام یا چیزیں بچے کے حواس پر اثر کرتی ہیں انکے دل کو اچھی معلوم ہونی چاہئے۔ اور اسکی توجہ کو کھینچتے ہیں۔ وہ ضرور ہے کہ اسکی ذہنی و دماغی حالت کو کچھ نہ کچھ بد لین یا اسکو تعلیم دیں۔ اسلئے بچے کے رہنے کی جگہ۔ موسم۔ وجہ تمام اشیاء جو اسکے ارد گرد ہوتے ہیں وہ تمام کام جو ذمہ اُسکے سامنے ہوتے ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کھلونا جس سے بچہ کھیلتا ہے۔ یہ سب اُسکے دل اور عقل کے تربیت کا ایک وسیلہ ہوتے ہیں۔ بچے کے مختلف قوایں دل کو بڑھکانے یا متوجہ کرنے کے واسطے صاف آسان اور موثر طریقہ یہی ہے کہ خاص وجہ چیز اُسکے سامنے لائی جائے جو ایک خاص قوت دل سے علاقہ رکھتی ہے۔ اسطرح سے بچہ خواہ مخواہ جھڑپ ہم اسکو متوجہ کرنا چاہتے ہیں جس طرح متوجہ ہو گا اور جس قوت دل پر ہم چاہتے ہیں وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ پیدا ہو سکیگا۔

کبھی کبھی باپ یا ماں بوٹھہ کر اپنے بچوں کو دق ہونے دیتے ہیں مثلاً اسطرح سے کہ کوئی چیز اُسکے پاس ہونے لگے۔ ہاتھ سے چھین لیتے ہیں اور پھر جب وہ غصہ ہوتا ہے یا ہاتھ پیرا کرتا ہے اور چیختا ہے اور ایسا کرنے میں طرح طرح کی شکلیں بناتا ہے تب اُسکو دیکھ کر سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں گویا اُسکو ایک تماشا خیال کرتے ہیں۔ اسوقت یہ نہیں جانتے کہ ایسا کرنے میں ہم نہایت کوشش سے بچے کے برے سے برے جز بون کو قوتی دے رہے ہیں گویا ہمارا اصل فساد اور مطلب یہ ہے کہ اپنے بچے کو جہاں تک بگاڑا جائے بگاڑ دیں۔

ایک مثال اسطرح سے بچے کو خراب کرنے کی بیان کی جاتی ہے۔ ایک روز ایک کنبہ میں کہانا کھانے کے بعد ایک برس دن کے بچے کو کھانے کی میز پر بٹھا دیا۔ پھر اُسکو کسی طرح چہرہ کر بٹھا دیا۔ تاکہ جو آدمی اسوقت موجود تھے۔ وہ اُسکی تندی اور غصہ کو دیکھیں۔ اور اُسکے

ہاتھ پر پھینک دیا اور منہ بنانے کا تاشا دیکھ کر حظ اٹھائیں۔ افسوس والدین کو جو خود اس حالت میں موجود تھے اور بہت خوش ہو رہے تھے یہ معلوم تھا کہ اس طرح وہ اپنے بچے کے خاص خاص عہدہ تو اسے دل میں کس قدر برائی تھی اور کھلبلی ڈال رہے ہیں اس طرح اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ صرف کھیل اور تماشہ کی خاطر بچہ کو جان بوجھ کر جھوٹ بولنا کہ فریب کرنا گالی دینا۔ فحش بکھانا یا جانا ہے۔ اور بچہ جب اپنے والدین کو کوئی ایسا کام کرنے دیکھتا ہے تو اس کے دل پر ہی بہت برا اثر پیدا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بچہ نے کچھ کہوٹ کیا اور سزا کے ڈر سے اپنے قصور سے صاف انکار کیا۔ مگر اتفاق سے مانے اس کو خود وہ کہوٹ کرتے دیکھ لیا تھا اسلئے اس نے اس کو جھوٹ بولنے کی سزا دی اور یہ کہہ لیا کہ اگر تو جھوٹ نہیں بولنا تو مجھ کو کچھ ہی سزا نہ ملتی۔ ان کا یہ بہتر تاوا ہی جو اس نے اپنے بچے کے ساتھ کیا افسوس کے لائق ہے کہ اس کو سزا دیکر اس قدر ڈرا دیا کہ وہ سزا کے ڈر سے جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو۔ لیکن طرہ ان سب پر یہ کہ سزا دینے سے چند منٹ پیشتر مان نے خود بچہ کے سامنے ایک جھوٹ بولا تھا ایک ایسے واقعہ کی بابت جو خود بچہ کے روبرو ہوا تھا اور جس کو بچہ اچھی طرح سمجھ سکتا تھا۔ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ جو سزا بچہ کو دی گئی اس سے کہاں تک اس کے دل میں جھوٹ کو چھوڑنے کی خواہش پیدا ہوئی ہو گی جب کہ اس نے خود دیکھا کہ جس بات کے واسطے اس کو ایسی سزا ملی وہ ہی بات مان نے بغیر ذرا ہی جھپکنے کے کی تھی۔

ایک اور مثال یہ ہے۔ کہ ایک دن دو چوڑے لڑکے اچھے کپڑے پہنے ہوئے انہی میں ہاتھ دے کر شرک پر جا رہے تھے اور ایک جوان عورت جب کی نگہبانی میں وہ تھے ان کے آگے آگے جا رہی تھی۔ اتفاق سے ایک موٹر پر ان میں سے ایک لڑکی کا پرہیز اور شرک میں ایک گڑا تھا اس میں جا پڑا۔ اس سبب سے بیچارہ لڑکا گر پڑا۔ اور چونکہ دوسرا لڑکا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اسلئے دوسرا ہی اس کے اوپر گر ا۔ لیکن کسی کے چوٹ نہ لگی۔

تو یہی اُس نے جو پہلے گرا تھا اُنہیں اپنے بہائی کی طرف شہرِ زندگی اور اندیشہ کی نگاہ سے دیکھا۔
 اور جب اُس نے دیکھا کہ اُس کے کچھ چوٹ نہ لگی اُس چھوٹے واقعہ کے سبب وہ اور خوش معلوم
 ہوتا ہے تو یہ بھی مسکرا دیا۔ اس عرصہ میں عورت نے مڑ کر دیکھا کہ کیا ہوا۔ اور بجائے
 انکی خوش طبعی اور خاطرِ جمعی کو دیکھ کر خوش ہونے کے اُس نے صرف یہ دیکھا کہ اُن کے گرد
 پر ہتھوڑی گرو لگ گئی ہے۔ اور گرد کا لگا ہونا اُسکی بے احتیاطی اور بے خبری ظاہر
 کرتا ہے۔ اس خیال سے جب بھلا کر اُس نے اول دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر
 زور سے ہلایا۔ اور پھر جان بوجھ کر اُس لڑکے کے منہ پر جو پہلے گرا تھا اور جس نے دوسرے
 کو بھی گرایا تھا کئی تھپتھپارے۔ اس ناگہانی آفت کو دیکھ کر سچا رے لڑکے ہچک رہ گئے۔
 انکی چہرہ کی لاشائے خوراک اور سوہی۔ بجائے مسکراہٹ اور خاطرِ جمعی کے ان کے چہروں پر
 سستی۔ بریشانی۔ ناامیدی۔ اور تعجب کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور باقی راستہ میں
 ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے کوئی ملزم بد معاش کسی سخت مزاج برہم سپاہی کی نگرانی میں
 قید خانہ کی طرف جاتے ہیں۔ جو ان عورت کے چہرہ سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ
 بہت سخت مزاج ہی یا اس میں عقل کم ہی بلکہ یہ ظلم جو اُس نے اُن لڑکوں کے جذبات
 اور دلوں پر کیا وہ صرف یہ سبب اور قیقت تھا۔ اپنی حالتِ نادانیت میں اُس کو اس
 اخلاقی کہلبلی کا خیال ہی نہ تھا۔ جو اُسے اس طرح سے انصاف۔ محبت۔ اور قدر کرنے کے
 قوائے دل کو درہم برہم کر کر ان بچوں کے دلوں میں پیدا کی رہی معلوم تھا کہ اس
 کہلبلی سے جو خراب جزبات انسانی ہیں۔ ان کو کفہِ موقوفہ ترقی کرینکا بلگا۔ ورنہ ضرور
 وہ اپنی اُس فضول اور بے فائدہ بلکہ نہایت مفروضہ نقصان دہ برتاوے سے بچتی۔
 ان سب باتوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ بچہ کی اخلاقی تعلیم کے واسطے پہلا کام یہ ہے کہ اُن
 مردوں یا عورتوں کی تعلیم اور واقفیت کو درست اور زیادہ کیا جائے جن کی
 نگہبانی میں بچہ رہتا ہے یا رہیگا۔

(۶)۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمام قوائے دل اور جذبات کو برابر حصہ دار کام کرنے اور ترقی کر لینا موقعہ دیا جاوے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جذبات کو قوت ترقی دیدی جاوے اور باقی یونین سست دیکھا رہے رہیں۔ اور اس مطلب کے حاصل کرنے کی واسطے ضروری ہے کہ بچے کے قوائے دل اور جذبات سے واقفیت حاصل ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ کس طرح یا کس ذریعہ سے کس قدر ترقی کی ضرورت ہے اور اس کی تعلیم میں کیا ترتیب رکھنی مناسب ہے یہ تمام باتیں معلوم کرنے کے واسطے مختلف کتابیں جو بڑے بڑے مصنفوں نے اس بارہ میں لکھی ہیں۔ والدین کو پڑھنی چاہئیں۔ یہ ہم تجربہ سے جانتے ہیں کہ جسمانی اور دماغی اثرات سے بچے میں بہت تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے قوائے اخلاقی کے لحاظ سے بھی ہموک پوری پوری خبر داری کرنی ضرور ہے۔ کیونکہ جسطرح آنکھ یا کان میں آہستہ آہستہ شق کرائے جانے سے عمدہ سے عمدہ تیز سے تیز اور صحیح سے صحیح حس پیدا کر سکتے ہیں۔ اور نیز استعمال میں نہ لانے سے اُنکے حیوان کو نہایت کمزور اور گندہ ہی کر سکتے ہیں۔ یہی سید طرح محبت مختلف چیز ہون اور اور قوائے اندرونی کے قوت۔ تیزی اور صحت مناسب طرح کام میں لائے جانے یا نہ لائے جانے سے زیادہ یا کم ہو سکتی ہے۔

(۷) بچوں کی تعلیم میں اختلاف اشغال بھی بڑی بات ہے۔ آدمی کا خاصہ ہے کہ اگر بہت دیر تک ایک ہی چیز یا بات یا کام میں لگا رہے تو اس کا دل اوکٹا تا ہے۔ اور ایک عرصہ کے بعد یہ اس کام پر اس کی طبیعت بالکل نہیں لگتی۔ کوئی اور نیا کام کر سکیو جی چاہتا ہے اور اگر لاچار ہو کر وہی کام کرنا پڑے تو یا تو وہ بگڑ جاتا ہے۔ یا کم سے کم اس میں وہ ترقی اور کامیابی نہیں ہوتی جو شروع میں ہوتی ہے یا کسی نئے کام میں ہوتی ممکن نہیں۔ اور بچپن میں مزاج کا یہ چھل بچل بنا اور یہی زیادہ ہوتا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کی توجہ ایک آدھ گھنٹے میں کم سے کم دس مختلف طرف مٹی ہے۔ کبھی اپنی مان کو آئے دیکھ کر مسکراتا ہے۔ کبھی اپنے ہاتھ پر ہلا کر ہلڑی کرتا ہے۔ کبھی کسے پہلنے کو

منہ میں لیکر خوش ہوتا ہے۔ کبھی کسی کام کے ذرا مرضی سے موافق نہ ہونے سے مارا مضیظا کر
کرتا ہے کبھی اپنے چھوٹے سے بھائی یا بہن کے آنے سے محبت کا اظہار چہرہ پر آتا ہے کبھی
کسی اجنبی کے اچانک آنے سے تعجب اور خوف کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ الغرض یہ
تمام تبدیلیاں جو بچہ کی توجہ میں واقع ہوتی ہیں نہایت ہی جلد جلد ہوتی ہیں۔ اور
اس سے والدین کو سبق لینا چاہئے کہ ہرگز یہہ کوشش نہ کریں کہ بچہ کی توجہ ایک ہی
طرف بہت دیر تک لگے کہ یہ کیونکہ اول تو وہ اپنی اس کوشش میں ناکامیاب ہونگے
اور اگر کسی طرح یہہ کر ہی سکے تو اس سے بچے کے مزاج اور قدرتی طبیعت کو نقصان
پہنچنے کا احتمال ہے۔

(۸) یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچے کے مختلف حواس جذبات و قوائے دل کی ترقی اور تقویت
دو باتوں پر منحصر ہے۔ اول مختلف اعضا اور قواسی کی اندرونی ترقی پر مثلاً پیدا ہوتے
ہی بچہ کی دیکھنے۔ سنے اور سونگھنے وغیرہ کی قوتیں تقریباً بالکل بیکار ہوتی ہیں۔ صرت
چھوٹے کی قوت کام میں آتی ہے مگر رفتہ رفتہ پہلی دونوں قوتوں کو اندرونی ترقی ہوتی
ہے اور اس قابل ہو جاتی ہیں کہ اپنا کام بخوبی انجام دیں۔ اسکے بعد سونگھنے کی قوت
کی ترقی شروع ہوتی ہے۔ اس طرح دیگر جذبات کا حال ہے۔

دوسری بات جس پر یہ ترقی منحصر ہے۔ وہ وہ قدرتی ظہور اور اشیاء و اسباب بیرونی،
جس پر حواس اندرونی کا کام منحصر ہے۔ مثلاً دیکھنے کی قوت کے استعمال کے لئے روشنی کا
ہونا اور ترقی کے لئے مختلف رنگوں اور محدود چیزوں کی موجودگی لازم ہے۔ پس
دوسری بات جس پر ترقی حواس منحصر ہے وہ یہ ہے کہ بچے کو روشنی میں رکھا جائے۔
مختلف اشیاء اسکی نظر کے سامنے سے گزریں۔ وغیرہ۔ اگر ایسا کیا جائیگا تب ہی اسکے
حواس و جذبات کی ترقی میں بہت حرج واقع ہوگا۔ الغرض ان دونوں باتوں کا ہونا ضروری
حواس و جذبات و قواسی دل کے لئے نہایت ہی ضروری ہے اگر ان میں سے ایک ہی ہوگی

تو انکی ترقی میں بہت کچھ حرج واقع ہو گا۔

(۹) خوشی حاصل ہوتی ہے جب کسی قوامی اندرونی کو ٹھیک ٹھیک استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلئے بچے کی خوشی حاصل کرنے کے لئے چاہیئے کہ اُسکے مختلف قوائے کو ان اشیاء کے ذریعہ ترقی دین جو اُنسے خاص علاقہ رکھتے ہیں۔ اس اجمال کو خیال میں نہ رکھ کر یا تو والدین اپنے بچوں کے طریقے بے خبر اور بے پروا ہو جاتے ہیں اور یا اسقدر پروا اور خبرداری کرتے ہیں کہ بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان پہنچانے لگتے ہیں۔ سبب یہ کہ عموماً والدین خود عملی اور خود انتظامی کے مسئلوں کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ یا تو وہ بچے کی واسطے بہت زیادہ خبرداری کرتے ہیں یا بہت ہی کم۔ جو والدین اپنے بچے کی واسطے بہت ہی زیادہ خبرداری اور پروا کرتے ہیں انکی کوشش چونکہ ٹھیک طرح کی نہیں ہوتی اسلئے اکثر بچہ میں ایک طرح کا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں جسکے سبب آئندہ زندگی میں اُنکے بدنِ دل و دون کو نقصان پہنچتا ہے۔ اخلاق کے لحاظ سے ہی اُسکے بُرے نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب بچہ دیکھتا ہے کہ سب کے سب اسکی خاطر داری اور نافر داری میں مشغول ہیں جو وہ کہتا ہے یا چاہتا ہے ہر ایک اُسکے پورا کرنے کو مستعد و تیار ہے۔ اور اُسکی خوشی اور آرام کے سب خواہاں ہیں تو یہ دیکھ کر خواہ مخواہ اُسکے دلیں اپنی قدر و عظمت کے خیالات اور اپنی بڑائی اور غرور کے جذبے پیدا ہو جاتے ہیں اور ترقی پاتے ہیں اور روز بروز اُسکی خواہشیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور اُسکو عادت ہو جاتی ہے۔ کہ اگر اسکی مرضی کی بات نہ رہی مالدی جاوے تو اُسکو بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ روتا ہے۔ چلا آتا ہے اور کرا کر رہتا ہے۔ والدین جو اس عرصہ میں اپنی محبت کا اظہار اُسکی سب خواہشوں کے پورا کرنے اور اُسکی ہر حاجت کو خواہ اصلی ہو یا مصنوعی بر لانے سے کرتے رہے ہیں جسوقت بڑا ہوتا ہے تو اُسکی پکڑی ہوئی عادتوں کو دیکھ کر رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور ناامید ہوتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے

کہ جو کچھ اب دیکھتے ہیں وہ انہیں کاسون کا پس ہے۔ بچہ کا اس میں کچھ تقدر نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے غرور پر کبر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے خیالات اس کے دل میں پیدا کئے ہیں پس ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے والدین کو چاہئے کہ بچہ کی خود غرضانہ فطرت یا حاجتوں کو نہایت احتیاط اور استقلال سے رد کیں اور پورا نہوئے دین۔ یا جن باتوں کو بچہ کے بڑا یا منفرد سمجھیں انکو محبت اور دہربانی مگر ساتھ ہی استقلال کے ساتھ رد کیں اور اس کے ساتھ ان خواہشوں یا حاجتوں یا باتوں یا کاسون کو ٹھیک میں لے آجئے ہیں یا جنہیں کوئی نقصان معلوم نہ ہو جس طرح بچہ چاہے اس طرح کرنے دیں۔ بلکہ انکو پورا کرنے میں محبت اور دہربانی اور خوشی کے ساتھ مدد دیں۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو ضرور ہے کہ بچہ کو اپنی مائے بہت زیادہ محبت اور اس پر بہت زیادہ ہر دوسہ ہوگا۔

(۱۰) آخری بات اس بارہ میں یہ ہے کہ چونکہ انسانی قوانین اندرونی و بیرونی کی ترقی اور پرورش اور انسانی عادات و خصلات کا بننا اور مقرر ہونا خاص و مقررہ قوانین قدرتی کے بموجب ہوتے ہیں۔ اس لئے دل و دماغ اور بدن کی پرورش کے لئے حکم پر ایک کوشش و کام قوانین قدرتی کو مدنظر رکھ کر اور اس کے مطابق و موافق کرنا چاہئے مگر خود قوانین ہمارے مطلب کے پورا کرنے میں مہکودہ دین۔ اس اصول کی مثال دیکھنے کی طاقت ہے۔

ایک اصول یا قانون قوت باصرہ کے متعلق یہ ہے کہ ایک خاص مقدار روشنی کی تندہی صحت قوت باصرہ کے لئے لازمی ہے۔ اور ایک اصول یہ ہے کہ آنکھ کا کام ہے کہ ہمیشہ اور ہر وقت سوئے سونے کی حالت کے دیکھتی رہے۔ پس اگر آنکھ بہت تیز اور زیادہ روشنی میں رکھی جائے یا نہایت چھوٹی چھوٹی اشیاء کو بہت دیر تک غور سے دیکھے تو ان دونوں حالتوں میں قوت باصرہ کو ضرر پہونچے گا۔ نیز اگر آنکھ عرصہ تک بالکل پوشی سے الگ رکھی جائے۔ یا دیکھنے میں ٹھیک ٹھیک اسکو استعمال نہ کیا جائے تو قوت باصرہ بالکل بگڑ جائیگی یا کمزور ہو جائیگی۔ پس اگر اسی طرح قوانین قوت باصرہ کی ہم بالکل برخلاف

کام کریں تو صرف یہ کہنے یا سننے سے کہ تیر بنیائی بری نعمت ہے کچھ فائدہ نہ ہو بہین پر
اسی طرح اور قوائی اندرونی پیرونی کا حال ہے کہ اگر انکو قوانین کے مطابق کام میں نہ لایا جائے
گا تو ضرور ہے کہ وہ بگڑ جائیں اور ترقی مطلوبہ سے ہم بالکل محروم رہیں۔ ہاں اگر ان قوانین
کو ہم پہلے معلوم کریں اور پھر انکے مطابق اور موافق اُن کو استعمال کریں تب
وہ نتیجہ حاصل ہو گا جو ہم چاہتے ہیں۔

فصل سوم

بچوں کے طریق پرورش کی روداد بیان

اگر غور سے دیکھا جائے اور کسی گہرائیکے بال بچوں کے آجکل کے طریق تعلیم پر نظر ڈالی جائے تو
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُن میں غلطیوں کے سبب جو والدین کے برتاوے میں ہوتی ہیں بچوں کو
اکثر نہایت خراب عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ بچوں کی طبیعت اُنکا مزاج۔ دل و دماغ۔ انکے
ہاتھ پیر۔ سر۔ بازو وغیرہ اعضائے جسمانی کی طرح بچپن کی حالت میں نہایت ملائم اور لیس
ہوتے ہیں کہ انکی شکل اور صورت چاہے جس قدر تبدیل کیجا سکتی ہے جس طرح سر کی شکل
ذرا سے دباؤ سے جو کچھ عرصہ تک برابر ڈالا جائے بہت کچھ بدل سکتی ہے اسی طرح والدین
کی نہایت خفیف باتوں اور کاموں سے بچوں کی طبیعت پر بڑا اثر ہوتا ہے جس طرح ملک
چین کے رہنے والے اپنی عورتوں کے پیر و منو بلحاظ فروعی تصور کرتی ہیں ہی سے کاشت کے
جوتہ میں رکھ کر بڑھنے اور قدرتی نشوونما پانے سے روکتے ہیں بالکل اسی طرح آجکل کے
والدین لادھیار اور ناز و نعم کے سبب اپنے بچوں کے دیون کو بیہودہ اور نامناسب باتیں
اور کاموں سے جو اُن سے یا انکے سامنے کرتے ہیں بالکل گھوٹ دیتے ہیں۔ ہماری یہ
مراذم گزرتھیں ہے کہ وہ جان بوجہ کر اپنے بچوں کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ انہیں
انہیں ہرگز نہیں بلکہ علاوہ عام ناز و انقیاد کے انکے ایا کر نیکیا سبب ایک بہہ ہی ہے کہ وہ
بچوں کی طبیعتوں کو نہایت زود تاثر اور نازک نہیں سمجھتے بلکہ نہایت سخت اور بے تاثیر

سچے ہیں اور انکا یقین ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ گالیان دینی یا بری اور یہودہ عادتیں جو بچپن میں بچوں کو سکھاتے ہیں انکا اثر برے ہونے پر بالکل نہیں رہیگا۔

لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا خیال ہے وہ بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اکثر بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ اپنے باپ کی ڈاڑھی پکڑیں۔ یا مونچھ کے بال نوچیں یا تہہ پائیں اور گالیان دین بلکہ یہ تو عام اور معمولی بات ہے کہ ”تیرے بیٹا ہوگا۔ تیری ڈاڑھی یا مونچھ پکڑے گا۔“ باپ بچہ ہر ہی اپنی ظاہری بے عزتی سے دل میں خوش ہوتا ہوگا۔ کیا بچہ ایسے والدین اور بزرگوں کو یہ یقین یا امید رکھنی چاہئے کہ لڑکا بڑا ہو کر ہماری بڑی عزت کریگا یا تمہارے نہایت توقیر و مکرم سے پیش آئیگا۔ اگر انکی یہ امیدیں ہیں تو ہمارے نزدیک نہایت بجا ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی بول کا درخت بویگا تو اُس میں آم کبھی نہیں لگیں گے۔ آجکل کے والدین کو بڑی تسکینیت ہے کہ لڑکے نالا این سرکش اور بے ادب ہوتے ہیں لیکن یہ نہیں خیال کرتے یا سوچتے کہ جو بڑی عادتیں اور یہودہ حرکتیں تھیں انکو بچپن کے زمانہ میں سکھائی تھیں یہ انکا نتیجہ ہے۔

جس بڑی عادت کی بنا پر بچپن میں ڈال دی جاتی ہے اُسکی نیچ کنسی بڑی عمر میں جڑ کی دھکی یا سزا دینے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔

بچہ ہونے کے دن سے اگر غور کیا جاوے تو عموماً یہ بے احتیاطان بچہ کے ساتھ کجائی ہیں۔
اول۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ماکی جہاتوں سے ڈو وہ کم لگتا ہے۔ اس سبب سے ڈو وہ اتارنے کی کوشش کرنے کے بجائے بچہ کو گائیگا وودہ دینے لگتے ہیں۔ اور یہ بچہ ڈو وہ چونکہ احتیاط اور مناسب ترکیب سے نہیں دیا جاتا بچہ کو پیٹ کی بیماریاں ہوجاتی ہیں۔ پہلا پٹا ڈو وہ الٹی کرنے لگتا ہے اور پتلے پتلے دست آنے لگتے ہیں۔ بچہ موکھتا جاتا ہے اور پیٹ کے درد سے بہت روتا ہے اس پر ہی لاکے کا ڈو وہ بند نہیں کیا جاتا اور وہ بچہ مر جاتا ہے۔

دوم کہنی کہنی بچہ کو پیدا ہونے ہی ماکے دودھ نہ اُترنے کے سبب دست نہیں آتا اگر شہ
تہور اُتھوڑا دودھ اُترتا ہے لیکن وہ اتنا نہیں ہوتا کہ کھل کر دست آسکے۔ پس
اس سبب سے بچے کو قبض ہو جاتا ہے۔ اور قبض سے تشنج یا سرور سے کی بیماری پیدا
ہو جاتی ہے جس کا ذکر پہلے بیمار یون کے باب میں کیا ہے۔

سوم۔ اکثر عورتیں کم دودھ اُترنے کے سبب یا سستی آرام طلبی اور نفاسی خواہشوں کے
پورا کرنے کے واسطے اپنے بچوں کو بے سوچے سمجھے اور بغیر کافی تلاش کے یون ہی جاتا
جس دہائے کو دیدی جی مین۔ دہائے ہی روپیہ کے لالچ کے سبب جا بے بچہ کو دودھ
پلانے کے لائق ہو یا نہ ہو فوراً اُسکو لیلیتی ہے اور اپنے گہر لیجا کر اُسکو شروع ہی سے
روٹی کے ٹکڑے دینے شروع کر دیتی ہے۔ جس بچہ کی قدرتی نشوونما میں بڑا حرج ہوتا ہے
اور بچہ کا پیٹ بھول جاتا ہے۔ ہاتھ پر لکڑی سے ہو جاتے ہیں اور ایک عجیب شکل ہو جاتی
ہے۔ ہمیں ایک عورت کا حال معلوم ہے جس کو انہی تن پروری آرام اور شوق پورا کرنے
کے بہت خواہش تھی۔ اُس نے ہرگز ہرگز گوارا نہ کیا کہ آپ ہی اپنے پیٹے بچہ کو دودھ پلانے
ایک اُسے ایک دہائے کو دیدیا۔ بچہ اسے لڑکے کی جو حالت دہائے کے ہاں ہوئی
اُس کے بیان کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ہاتھ پر سو کہہ کہ کاٹھا موگئے پیٹ ابھر آیا
اور جب وہ چہرہ سات برس کا ہو گیا تب ہی شکل سے پیدل چل سکتا تھا۔ بات کرتے
ہوئے تھکاتا تھا مشکل سے چار یا پانچ فقرہ زبان سے نکلتے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں اُسکو
دہائے کے ہاں سے لیگیا۔ پانچ چار برس تک اُسکو اچھا لگنا کپڑا ملتا اُسکی کچھ مشکل
نکلی اور بونی ٹھیک ہوئی مگر جو اثر دل و دماغ پر دہائے کے ہاں ہوا وہ اب تک لاعلاج
ہے۔ اُس لڑکے کا دل نہ بڑھنے پر لگتا ہے نہ لکھنے پر اور ہر پرنا اور برے کاموں کی
طرف رجوع ہونا اُس کی عادت سی بگ گئی ہے یہ سب نتیجہ اُسکی نامی آرام طلبی اور تن
پروری کا ہے۔

چہارم بچہ کو مائین دودھ پلانے میں کتنی ہی مضرت مائین استجانی سے کرجاتی ہیں اور
اُسے بہت سے نقصان ہوتے ہیں۔ بعض مائین تو بچہ کو ہر وقت چھاتی سے لگائے رہتی ہیں اور
بچہ زیادہ دودھ پی جاتا ہے اور اُسکو بد ہضمی ہو جاتی ہے۔ جسطح بڑے آدمیوں کو زیادہ
کھانا کھانے سے بد ہضمی ہوتی ہے اسی طرح بچہ کو زیادہ دودھ پینے سے۔ اُسکو کیا خبر کہ اب
پیٹ پر گیانہ پون اُسکے منہ میں جب تک دودھ آتا رہیگا پئے جائیگا۔

بعض عورتیں رات بھر بچہ کو چھاتی سے لگائے سوتی ہیں۔ اس سے بھی وہ ہی نقصان پہنچتا
ہے جو اوپر بیان ہوا خاص کر پھل رات کو دودھ ہرگز نہیں پلانا چاہئے۔ بعض مائین
اپنے بچہ کو رنج و غم و غصہ کی حالت میں اکثر دودھ پلا دیتی ہیں جس سے بچہ کو دودھ ہضم
نہیں ہوتا اور پیٹ میں خلل ہو جاتا ہے اس بات کا کیسوخیاں تک نہیں آتا اور اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ دودھ پلاتے پلاتے عورتیں لڑتی ہیں جھگڑتی ہیں روتی ہیں غرض ہر طرح سے
اپنی طبیعت کو ٹہر کاتی ہیں اور اسوقت کا زہر سا دودھ بچہ کو پلاتی جاتی ہیں۔

ششم۔ ایک نہایت ہی خراب رواج یہ ہے کہ جب بچہ ذرا بھی بیمار ہوتا ہے اُسکا اور کچھ
علاج انہیں ہوتا بلکہ تعویذ گٹھے اور جہاز اپہو کی کرانے لگتے ہیں۔ عورتوں کو اوپر ہی پریم
کا یقین ہو جاتا ہے جہاڑنے والوں اور تعویذ گٹھے دینے والوں کا علاج شروع ہو جاتا
ہے۔ جہاڑنے والا آتا ہے۔ سرسوں۔ راسمی وغیرہ پڑکے بچہ پر مار اُسکا کام تمام کر کے
چلا جاتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ آجکل کے تعلیم یافتہ باپ بھی اس قسم کی باتوں کا کافی تذکرہ
نہیں کرتے اور اکثر بچوں کی موت یا اور بڑے نقصان کا سبب ہوتے ہیں۔ اس غفلت کا
سبب زیادہ تر یہ ہے کہ ماں باپ کو اپنی اس بڑی بیماری ذمہ داری اور جوابدہی کا ذرا
بھی خیال نہیں ہوتا جو وہ اپنی اولاد کے پیدا کر کے سبب اپنے ذمہ لیتے ہیں۔

ششم۔ بچہ کے دانت نکلنے ہی نہیں پاتے ماں باپ اور اور رشتہ دار اپنے لاڈ پیار میں
بچہ کو علاوہ چھوٹی پوری اور اور الٹے بلاٹے اور گوشت خوار اور نشہ باز ذائقہ نہیں

شراب اور گریست تک ہی کہلا تاں دوا کر دیتے ہیں لیکن کو سوائے بچہ کے کہلاتے رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں ہوتا اور بے موقع بے وقت ایسی چیزیں بچہ کو کہلانے سے جنکو وہ مضمر نہیں کر سکتا خواہ مخواہ اُسکے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔ دست آنے لگتے ہیں اور بدھضمی اور پیٹ کا خلل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مرہی جاتے ہیں۔ بالخصوص بچوں کے کہانے پینے میں جلدی احتیاط کیجائے تھوڑی سی ہے کیونکہ ان کے معدے نہایت نازک ہوتے ہیں اور ذہنی بے اعتدالی اور بد پرہیزی سے بڑے اور جیسے نتیجہ پیدا ہو سکتے ہیں۔

مہضم۔ اکثر مالکین حل رہ جانے کے سبب بالبعض دفعہ بغیر حل رہنے کے ہی بہت جلد بچہ کا دودھ پٹر ادیتی ہیں۔ اس سے بچہ بہت کمزور ہو جاتا ہے اور چونکہ اُسکو سجائے دودھ کے بہت سا کہانا کہلا دیا جاتا ہے اسلئے اُسکو پیٹ کا خلل ہی ہو جاتا ہے اور اسطرح بچہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ اور اسی طرح جب دانت نکل آئیں اُسکے بعد ہی بعض مالکین دودھ پلاتی رہتی ہیں یہ بھی بچہ اور ماں کے واسطے نہایت مضر ہے کیونکہ ماں بہت دودھ پلانے سے کمزور ہو جاتی ہے اور بچہ کو اُن دنوں کا دودھ موافق نہیں آتا۔

ہشتم۔ بچہ کو کپڑے وغیرہ پہنانے میں ہی آجکل بڑی بے اعتدالیان ہوتی ہیں۔ اکثر عورتیں اپنے بچوں کو خاص کر گرمیوں میں ننگے بدن اوس میں اُتار دیتی ہیں اور اُسکے سبب سردی و کام کہاںسی پیٹ کا خلل وغیرہ باریاں ہو جاتی ہیں۔ بچہ کے بدن پر ہمیشہ کپڑا ضرور رہنا چاہئے۔

نہم۔ اکثر ان باب اپنے بچوں کو یونہیں چھوڑتے ہیں چاہے وہ مٹی میں سینیں یا کچر میں گرین۔ اکثر خاک میں لوٹنے دیتے ہیں۔ مٹی کھانے کی عادت کو نہیں روکنے اور ذرا پروا نہیں کرتے اسی وقت صفائی اور ستھرائی کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور اسی وقت نہایت میلے کچیلے کپڑے اور غلیظ بدن رکھتے ہیں اکثر بچوں کا شہ بہت سیلا رہتا ہے اور انکو کئی دیر تک صاف نہیں کیجاتی انکی کہیں دکنی آجاتی ہیں گال پیٹ جاتے ہیں اور دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔

وہم۔ اکثر دالین اپنے بچن کو بہت شہنائی کہلاتے ہیں ذرا بچہ رو یا پیسے کے بڑے ہنگامہ
 ذرا نقد کی پیسے کے لٹوال کے دیدئے۔ غرض شہنائی بچن کی عام غذا مقرر ہوتی ہے
 انکی روٹی دال گویا شہنائی بن جاتی ہے۔ لیکن شہنائی کا بچن کو کہلانا اور خاکسکرز یا دہ
 کہلانا نہایت مضر ہے کیونکہ اس سے دانت کمزور ہوتے ہیں اور پیٹ کا غلغل ہو جاتا ہے
 اور اکثر چرنے بھی ہو جاتے ہیں جس بہار۔ ہی کا ذکر ہم بیماریوں کے باب میں کر آئے ہیں۔
 بچوں کو خیرہ بوزہ اور کجاوہ وغیرہ ہی نہیں کہلانے چاہئیں۔ بلکہ شہنائی امرود اور کجاوہ
 وغیرہ تو بچہ کم کہلانا اتنا ہی بہتر ہے۔ باسی کہلانا بچن کو خاص کر ہرگز نہیں کہلانا
 چاہئے اگرچہ عموماً کہلایا جاتا ہے۔ لیکن بچن کے معدے تو بڑوں سے بھی زیادہ نازک
 ہوتے ہیں جب بڑے آدمی ہی باسی کہلانا اچھی طرح نہیں چبا سکتے تو بچے کس طرح
 چبا سکتے ہیں۔

یہ تمام کہانے پینے اور پینے کی غلطیاں ہیں جو آج کل مائیں کرتی ہیں۔ اب ہم دوسری
 طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اول۔ بعض مائیں جنکو اپنا سچ بہت پیارا ہوتا ہے اسکو اپنی گود میں ہی لئے رہتی ہیں
 چار پائی پر بہت کم لٹاتی ہیں۔ اس سے بچے کا تہہ پیر نہیں کھلتے۔ دودھ ہضم نہیں ہوتا اور
 جب اسکو کچھ عرصہ تک زیادہ تر گود میں رہنے سے گود میں کی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر
 جب کبھی ضرورت کے وقت کہاٹ پر لٹاتے ہیں تو رونے لگتا ہے۔ اور سب سے بڑی
 بات یہ ہے کہ آگے کو اسکی عادت بگڑ جاتی ہے۔

دوہم۔ جب دو تین مہینے کا ہوتا ہے تب ہی سے اپنی مائی آواز دہکی اور پیار وغیرہ
 کو پہچاننے لگتا ہے۔ بعض مائیں بیان تک بے رحم ہوتی ہیں کہ اسی عمر سے جب بچہ رونے
 لگتا ہے اور اُنکے چپکے کرنے سے چپ نہیں ہوتا تو اسکو گالیاں دینے دھمکانے اور سارے
 لگتی ہیں یہ بیان ہو چکا ہے کہ اسوقت بچہ مزاج ایسا ہوتا ہے کہ جو بات اسکے دلچسپی ہے

اُسکا نقش اُسکی طبیعت پر ہمیشہ کھٹے ہو جاتا ہے۔ پس اس جہلمکی اور غصہ سے جہاں تک
 بچہ اسکو سمجھ سکتا ہے اُسکی طبیعت پر نہایت بُرا اثر ہوتا ہے۔ اول ایسے چھوٹے بچے
 اکثر کسی نہ کسی تکلیف کے سبب روتے ہیں خد کے سبب سے نہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں
 کہ رونے سے بجائے تکلیف کے رفع کرنے کی کوشش کے الٹی انکو اور زیادہ تکلیف
 پہنچائی جاتی ہے تو انکا دل اندر رہی اندر رہت گھٹتا ہے اپنی مان کو دشمن سمجھنے لگتے ہیں اُسکے
 پاس رہنے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اُس سے دُرتے لگتے ہیں۔ اور جو شخص انکو اچھی
 طرح رکھے اُسکے پاس سے مان کے پاس ہرگز نہیں جاتے بغرض یہہ اور ایسے ایسے اثر
 شروع ہی سے بچہ پر ہونے شروع ہو جاتے ہیں جو بڑے ہو کر بُری عادات میں ہو جاتی ہیں۔

سوم۔ جب بچہ بڑا ہوتا ہے کچھ سمجھنے اور بولنے لگتا ہے تو اُسکو بہت سی گالیان سکھائی
 جاتی ہیں۔ یہہ اس طرح ہوتا ہے۔ بچہ کی عادت ہوتی ہے کہ جو آواز وہ بہت دفعہ سنتا ہے
 اُسی کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب بعض اوقات قدامین ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنے
 بچے سے خواہ غصہ میں خواہ بیمار میں ہر دفعہ گالی دیکر بولتی ہیں۔ دوسرے بعض مرد و
 بعض عورتیں جان بوجہ کر لڑکے کو سکھلاتے ہیں کہ مان کو یہہ گالی دے باپ کو یہہ گالی
 دے اور جب وہ گالی دیتا ہے تو خوش ہوتے ہیں اور اُس سے دوبارہ بارہا بلکہ
 دن بہ دن بیسیوں دفعہ سکھلاتے ہیں۔ بعض عورتیں اپنے لڑکوں پر بہت غصہ ہوتی
 ہیں۔ خُشکی ظاہر کرتی ہیں ملرتی پتی ہیں۔ غرض ہر طرح اُنکے واسطے بُری مثال
 قائم کرتی ہیں۔ غصہ ہونے سے لڑکے کو غصہ کرتا آتا ہے بیٹے اور بے فائدہ یا بے فروت
 یا بے موقع دھمکی سے لڑکے جیسا اور بے شرم ہو جاتے ہیں۔ اور درختہ رفتہ انکو اس
 بار پٹ کا ہی چنداں خوف نہیں رہتا۔ گویا ان کا کسی بُری بات سے روکنا
 لا علاج سا ہو جاتا ہے۔

چہارم۔ جب بچہ کو ذرا زیادہ عقل آ جاتی ہے تو اُسکو جھوٹ بولنا سکھایا جاتا ہے اول

با محب بہن بھائی اور اور رشتہ داروں کا روضہ کا جھوٹ جو معمولی کاموں میں بغیر
 ذرا سی بھی چھپک کے بولا جاتا ہے اور جس کو بچہ بعض وقت سمجھ لیتا ہے ایک بڑا بھاری
 ذریعہ بچے کو جھوٹ سکھانا کا ہے مگر اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اگر بچہ سے باتیں کی جاتی ہیں
 تو جھوٹی ٹاٹا کر اُسکو بہلایا جاتا ہے تو جھوٹ کے ذریعہ سے اگر دھکی دی جاتی ہے تو جھوٹی
 انرض جتنے بڑا بچوں سے کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر
 بچوں سے کہانیاں کہی جاتی ہیں تو بالکل جھوٹی اور بنے تیج ہوتی ہیں جب کوئی چیز
 جو بچے کے پاس ہوتی ہے یعنی ہوتی ہے تب اُسکے ہاتھ سے چھین کر یہی کہتے ہیں کہ بندر
 لے گئے فتنہ رفتہ بچے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ بندر اصل میں نہیں لیکنے اور یہ صرف اُسکو
 دھوکا دینے کی ترکیب ہے اور رفتہ رفتہ وہ بھی اس کو دھوکہ دہی کو اختیار کر لیتا ہے۔
 جب مہکی دی جاتی ہے یا ڈرایا جاتا ہے تب بھی یہی کہا جاتا ہے کہ ہوا آجایگا یا بڑھایگا
 ناک کان کا مگر لجا لگی وغیرہ وغیرہ ایسی باتوں کو بچہ ابتدا میں سچ جانتا ہے لیکن رفتہ رفتہ
 جب حقیقت معلوم ہو جاتی ہے تب اس پر نہایت برا اثر پڑتا ہے۔ اس کو اپنے والدین کی
 بات کا اعتبار نہیں رہتا اور خود جھوٹ بولنا اور کروا سیکھ جاتا ہے۔
 سچم اکثر بچوں سے ایسی باتیں کی جاتی ہیں کہ تیرا بیاہ ہوگا بھو آئیگی تو گھنا پھنے کا گناہ
 کپڑے پہنے گا برات چڑھی گی یہ ہوگا وہ ہوگا غرض اُسکو بچپن ہی سے پڑھنا کھنایا اور
 کوئی مفید بات نہیں سکھائی جاتی بلکہ شادی کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور سیر و تفریح
 اور کپڑوں کے زرق و برق کا شوق دلاتے ہیں اور اعلیٰ خیالات کی بنیاد ڈالنے
 کے بجائے کمینہ اور خود غرضانہ عادتیں پیدا کی جاتی ہیں جس بچے کو شروع سے ہی اپنی
 شادی کا خیال ہے وہ جب بڑا ہوگا ضرور اُسکو یہ خیال رہے گا کہ شادی جسکے واسطے
 اتنے دنوں سے مجھ کو آمید دلائی جا رہی ہے ضرور کوئی بڑی ہی اچھی چیز ہوتی ہوگی۔
 پس وہ اُسکا شوقین شروع سے ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اپنی شادی ضد بھی

کر بیٹھتا ہے پہر کچھ اُڑ بڑا ہوا تو اپنے ہم عمروں سے شادی کا مطلب و مقصد دریافت کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ہی اشراف نہیں ہوتے کسی بد معاش نے شادی کی کیفیت اور رنگ میں دکھائی لڑکپن ہی سے خراب عادتوں کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی رفتہ رفتہ ترقی پچڑی انجام کار نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا۔

ششم۔ والدین آجکل سب بات کا بالکل خیال اور لحاظ نہیں رکھتے کہ لڑکوں کو بچپن سے ہی بُری صحبت اور خراب ساتھیوں میں نہ رکھا جائے اور بچپن اطفال کے پاس بیٹھنے نہ دیا جائے۔ جیسے ہم نے اس کتاب میں موقع موقع ذکر کیا ہے بچپن میں خاص کر لڑکوں پر اپنے ارد گرد کی باتوں۔ مثالوں۔ کاموں۔ اور صحبت کا اثر ہوگا کیونکہ اُس وقت اُنہیں اپنی عقل تو کافی نہیں ہوتی جیسا اُوروں کو کرتے دیکھتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں لڑکے لڑکی لڑکوں کی بُری مثالوں سے بچنا ضروری ہے علاوہ اسکے آجکل مدرسوں اور مکتبوں میں بعض ایسی بد چلنیاں اور بُری عادتیں اور زبایاں عموماً ہوتی ہیں جو تمام زندگی پر اپنا نہایت بُرا اثر ڈالتی ہیں اور صحت ترقی عقل علم اور اخلاق پر ٹھیک نتیجے پیدا کرتی ہیں جیسے لڑکوں کا آپس میں فعال شعنیہ وغیرہ کرنا نہایت غلط اور مخش لفظ

بات بات میں منہ سے نکالنے۔ سودا وغیرہ کھانا اور کھانا جو فضو خرجی قرضہ داری والدین کے رنج و تکلیف کا سبب ہوتے ہیں اور بچپن سے ہی بالکل نفسانی فحشوانی خواہشوں کے تابع کرتے ہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کو بد اخلاقی۔ بیماری و کم عمری۔ اور کم عقلی و بے علمی سے بچانا چاہیں تو اُنکو لازم ہے کہ اُنکو جہان تک ہو سکے اپنی حفاظت اور

لگھبانی میں رکھیں اور خواہ لڑکوں و لڑکیوں نہ تو بڑی عمر کے مرد عورتوں کی صحبت بد سے بچائیں اس موقع پر اُن مضر اخلاقی اور جسمانی نتائج کی طرف اشارہ کرنا بھی بے موقع نہیں جو خاص لڑکوں پر بچپن میں زندہ ہونے کے ناچ میں جانے زندہ یوں سے چھڑے جانے انکی گود میں لئے جاسے۔ اُن سے باتیں کرنے اور اُن سے اپنے بزرگوں اور والدین کو مشغول

اُور چھڑ چھاڑ کرتے ہوئے دیکھنے سے ہونی لازمی ہیں۔ بچوں کو شروع پیدائش سے جینک
 اُور جسطح ہو سکے ہر طرح کی بری صحبت بُرے خیال بُرے لفظوں کے سُنے بُری کتابوں
 کھ پڑنے سے بچانا چاہئے۔

یہ وہ خرابیاں ہیں جنکو مختصراً اس موقع پر لکھا گیا ہے اُور جو عموماً آجکل کے طریق
 پرورش میں پائی جاتی ہیں جب تک ہمارے دیس کے مرد اور اُنسے زیادہ عبور تیس یا
 مائیں ان خرابیوں کے دور کر نیکی طرف توجہ نہ کریں گی اُنکی اولاد کا اچھا اٹھنا اُور نیک اُور
 فرمانبردار وغیرہ ہونا محال ہے۔



اغلاطنامہ

صفحہ	سطر	مضمون غلط	مضمون صحیح	صفحہ	سطر	مضمون غلط	مضمون صحیح
۱	۱۶	بخنے	جتنے	۷	۲۱	برے	برے
"	۱۷	پلا مانگو گھانا	پلا مانگو گھانا	۸	۱۵	ہو	ہوگا
۳	۵	مبارک باد	مبارک بادی	۱۰	۷	جانتی	جانتیں
"	"	کاتی	کافی	"	۲۱	مگر	مگر جب
"	۱۱	- دودھ	اُور اگر دودھ	۱۲	۷	بھیج دیں	بھیج دیں
"	۱۲	چھاتو نہیں	چھاتی نہیں	"	۱۹	ذره	ذرا
۴	۳	اسوقت ہی	اسوقت	۱۳	۵	ٹوپی	ٹوپی
"	۶	اسطح	اسطح	"	۲۱	صرف اتنا ہی	اتنا ہی
"	۱۰	چنہ ہفتہ تک	تو چنہ ہفتہ تک	۱۴	۱۸	پُورا	اُنکو پورا
"	۱۵	تا کہ بچہ	تا کہ بچہ میں	۱۵	۱۰	پلائیے	پلائیے سبب
۵	۶	بچی	بچی	"	۱۱	اور ونے	اور ونکا
"	۸	خوشی نہیں کو	خوشی نہیں کو	"	۱۹	نہو جائے	ہو جائے
"	۱۶	اعتدال	اعتدال	"	۲۰	ذره	ذرا
۶	۲۱	لیا جاتا ہے	لی جاتی ہے	۱۶	۹	بچو کی دایں	بچو کی مائیں
۷	۱	لکھیں	لکھیں	"	۱۴	نہیں	سے نہیں
"	۲	غافلانہ	عاقلانہ	۱۷	۹	نچٹانا	کچھ نچٹانا
"	۹	بھی	بھی	"	۱۲	دانت صرف	دانت

